باہتمام محمد مقتدی خان شروانی

مطبع مسلم یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ میں ۱۳۴۲ھ ۱۹۲۴ء طبع ہوا

(دفتر تاریخ بھوپال سے شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چونکہ علیا حضرت حامیِ دینِ متین سرکارِ عالیہ نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ مدظلہا کو مسلمان بچّوں کی مذہبی تعلیم کی طرف خاص توجہ ہے اور حضور ممدوحہ کی ہر ایک تصنیف و تالیف میں ایک خاص قسم سے مذہبی شان جلوہ گر رہی ہے اس لیئے میں نے ایک طرز جدید کے ساتھ یہ کتاب مرتب کی ہے تاکہ حضور ممدوحہ کے تکمیل شوق میں بحیثیت ایک معین کے مجھے بھی کچھ اجر نصیب ہو۔

یہ رسالہ میں نے رمضان المبارک کی ابتدائی تاریخوں سے لکھنا شروع کیا تھا اور آج ۲۵ ر رمضان المبارک کو جو حضور ممدوحہ کے قرۃ العین مشیر و معتمد نوابزادہ افتخار الملک حاجی محمد حمید اللہ خاں بہادر بالقابہ کی صاحبزادی قرۃ باصرہ ودودمانِ سلطانی

جناب عابدہ سلطان صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کی ولادت باسعادت کی سال گرہ
ہے اِس کو ختم کرتا ہوں۔

مبتدی طلبا کے لیئے اس وقت تک اُردو میں جس قدر رسالے مختصر اور مبسوط
لکھے گئے ہیں اُن کے زیادہ صفحات نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے مسائل و متعلقات
کے لیئے وقف ہیں۔ عقائد اور دیگر اعمال بہت کم اور اصل و مغز دین بالکل نہیں ہے
میرے نزدیک اسلام کے جس قدر عملی ارکان و احکام ہیں اُن کی تعلیم میں ضروری
و کافی حصہ بجائے کتابی کے عملی ہونا چاہیئے اِس وقت کروڑوں بے لکھے پڑھے
مسلمان نماز روزہ کے مسائل سے اچھی طرح واقف ہیں اور مسلمان ابتدائے
اِسلام سے اس وقت تک عملی احکام کی زیادہ تر عملی ہی تعلیم حاصل کرتے آئے ہیں
کتابی تعلیم میں صرف عقائد و اخلاق ہونا چاہیئے۔ اِسی لیئے میں نے اس رسالہ میں
اسلام کے انھیں دو شعبوں کا التزام رکھا ہے اور ارکان اسلام کے صرف فضائل پر
اکتفا کی ہے۔ ایک احتیاط میں نے یہ بھی کی ہے کہ کسی خاص فرقہ اسلامی کے عقائد کی
قید نہیں رکھی تاکہ یہ رسالہ تمام اسلامی جماعتوں کے لیئے مفید ہو سکے۔

اہل علم و فضل سے درخواست ہے کہ رسالہ ہذا میں جو نقائص رہ گئے ہیں اُن سے
آگاہ فرما کر شکر گزار فرمائینگے۔

۲۵ رمضان المبارک
۱۳۴۲ھ

محمد مہدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کی عظمت و کبریائی

ہم آسمان کو دیکھتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک گنبد ہی جو زمین پر رکھا ہوا ہی اور جہاں جاتے ہیں وہاں یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہم اس گنبد کے بالکل بیچ میں ہیں۔ پھر جس قدر ہم آگے بڑھتے جاتے ہیں، یہ گنبد بھی ہمارے ساتھ ساتھ ہماری رفتار کے برابر چلتا رہتا ہی، اسی طرح ہر شخص کو نظر آتا ہے خواہ وہ ہم سے تھوڑی دور یا ہزاروں کوس پیچھے ہو، یا تھوڑی دور یا ہزاروں کوس آگے ہو، یا دہنی طرف یا بائیں طرف دور ہو یا قریب ہو۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ آسمان اس قدر چھوٹا نہیں ہی جس قدر نظر آتا ہی۔ بلکہ اس کی وسعت کی کوئی انتہا نہیں ہی۔ ستارے جو آسمان میں جڑے ہوئے اور ایک دوسرے سی قریب نظر آتے ہیں درحقیقت ایک دوسرے سی لاکھوں بلکہ کروڑوں میل کے فاصلہ پر ہیں بعض تارے تو اس قدر دور ہیں کہ ہماری دنیا کو بنے ہوئے کروڑوں برس گذر گئے لیکن اب تک اُن کی

روشنی ہم تک نہیں پہونچی حالانکہ روشنی ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ نوے ہزار میل چلتی ہے۔ اب ان تاروں کو دیکھو تو اشرفی کی برابر نظر آتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں اتنے بڑے ہیں کہ عقل دنگ ہوتی ہے۔ دور ہونے کی وجہ سے چھوٹے نظر آتے ہیں جس طرح ایک چیز قریب سے تو بڑی معلوم ہوتی ہے اور دور سے چھوٹی یہی حال ستاروں کا ہے۔ سورج جو روز صبح مشرق سے نکلتا ہے اور شام کو مغرب میں ڈوبتا ہے، اس قدر عظیم الشان کرہ ہے کہ اگر اس کی سطح پر ایک ریل گاڑی ایک سرے سے فی منٹ ۲۵ میل کی رفتار سے چلے تو بارہ برس میں ایک دورہ پورا کرے گی۔ ان ستاروں میں بعض بعض ہمارے سورج سے بھی بڑے ہیں، اور جس طرح ہمارے سورج کے گرد بہت سے ستارے گردش کرتے ہیں، اسی طرح ان ستاروں کے گرد بھی بہت سے سیّارے گھومتے ہیں۔ اور خود یہ آفتاب مع اپنے سیّاروں کے گردش کر رہے ہیں۔ اس طرح ایک سلسلہ لا متناہی چلا گیا ہے جس کا تصوّر انسان نہیں کر سکتا۔ اب خیال کرو کہ خدا تعالیٰ جس نے یہ کائنات پیدا کی، اور ایسے لا انتہا کارخانے کو سنبھالے ہوئے ہے، کیسی قدرت رکھتا ہے، اور اس کی عظمت و کبریائی کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے اُس کی قدرت کا یہ کیسا عجیب کرشمہ ہے کہ اتنا بڑا کارخانہ کس باقاعدگی سے چل رہا ہے کہ ایک چیز بھی اِدھر اُدھر نہیں ہو سکتی:

وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ	اور سورج اپنے مقرر رستے پر چلتا رہتا ہے یہ خدائے
تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ وَالْقَمَرَ	غالب اور دانا کا (مقرر کیا ہوا) اندازہ ہے۔

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝

(یٰسین ۳۶ ۔ آیت ۳۸ تا ۴۰)

اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر دیں یہاں تک کہ کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔ نہ تو سورج ہی سے ہو سکتا ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات ہی دن سے آگے نکل (کر آ) سکتی ہے اور سب اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔

(یٰسین ۳۶ ۔ آیت ۳۸ تا ۴۰)

اپنی اعلیٰ سے اعلیٰ مخلوق مثلاً انسان سے لے کر ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق میں کیا کیا حکمتیں پوشیدہ رکھی ہیں اور کیسی دانائی سے ہر چیز بنائی ہے۔

اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝

(جاثیہ ۳ و ۴)

آسمان اور زمین میں مومنوں کے لئے نشانیاں ہیں اور تمہاری پیدائش میں اور جانوروں (میں) جن کو وہ (زمین پر) پھیلاتا ہے یقین رکھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

(جاثیہ ۳ و ۴)

پھر اس کی مخلوقات اور اس کے قدرتی کرشموں کا کوئی شمار کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ

اور اگر یوں ہو کہ زمین میں جتنے درخت ہیں (سب کے سب) قلم ہوں اور سمندر (کا تمام پانی)

مِنۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝

(لقمان آیت ۲۷)

سیاہی ہو (اور) اس کو سات سمندر اور (سیاہی) ہو جائیں) تو خدا کی باتیں (یعنی اس کی صفتیں) تمام نہ ہوں۔ بیشک خدا غالب حکمت والا ہی۔

(لقمان آیت ۲۷)

خدا کی صفات

خداتعالیٰ کی صفات صرف قدرت ، خالقیت ، اور حکمت و دانائی نہیں ہیں بلکہ وہ تمام اچھی صفات کا مالک ہی اور تمام عیبوں سے بری ہی۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا وہ زندہ ہی وہ یکتا ہی اُس کا کوئی شریک نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں۔ سوا اس کے اور کوئی معبود نہیں ہی اس کے نہ بیوی ہی نہ اولاد۔ وہ بے نیاز ہی وہی تمام کائنات پر حکمران ہی اس کے مثل کوئی چیز نہیں۔ وہ ہماری رگِ جاں سے زیادہ قریب ہے جہان میں کوئی چیز اُس سے پوشیدہ نہیں ہی۔ وہ ہمارے دل کے بھیدوں سے واقف ہی نگاہیں اس کو نہیں دیکھ سکتیں لیکن وہ نگاہوں کو دیکھ سکتا ہے، نہ وہ اونگھتا ہی نہ اُسے نیند آتی ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ

وہی خدا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا۔ وہی بڑا

هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ
الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ
الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ
الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ
سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝
هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ
لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ
لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ۝

(حشر ۵۹ - آیت ۲۲ تا ۲۴)

مہربان نہایت رحم والا ہو وہی خدا ہو جس کے
سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں بادشاہ (حقیقی)
پاک ذات (ہر عیب سے) بری امن دینے والا
نگہبان غالب زبردست بڑائی والا خدا
ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہو
وہی خدا (تمام مخلوقات کا) خالق ایجاد و
اختراع کرنے والا صورتیں بنانے والا ہے
اس کے اچھے اچھے نام ہیں جو چیز آسمانوں
اور زمین میں ہو سب اُس کی تسبیح کرتی ہو اور
وہ غالب حکمت والا ہے۔

(حشر ۵۹ - آیت ۲۲ تا ۲۴)

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ
الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝
وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

(اخلاص)

کہو کہ وہ خدا ایک ہو (وہ) معبود برحق
بے نیاز ہو نہ کوئی اس کا بیٹا ہو اور نہ وہ
کسی کا بیٹا ہے اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

(اخلاص)

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ
نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ

اور بے شک ہم نے انسان کو پیدا اور جو
باتیں اس کے دل میں گذرتی ہیں ہم اُن کو

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝

(ق ٥٠ - آیت ١٦)

جانتے ہیں اور ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں ۝

(ق ٥٠ - آیت ١٦)

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝

(شوریٰ ٤٢ - آیت ١١)

آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا (وہی ہے) اسی نے تمھارے لئے تمھاری ہی جنس کے جوڑے بنائے اور چارپایوں کے بھی جوڑے (بنائے اور) اسی (طرز خلقت) میں تم کو پھیلاتا رہتا ہے اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ دیکھتا سنتا ہے۔

(شوریٰ ٤٢ - آیت ١١)

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ

خدا (وہ معبود برحق ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ زندہ ہمیشہ رہنے والا اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے کون ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ پیچھے ہو چکا ہے اسے سب معلوم ہے اور لوگ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے۔ ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے (اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے)

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ج وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ج وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ

(بقرہ۔آیت۔۲۵۵)

اس کا علم آسمان اور زمین سب پر حاوی ہی اور اُسے اس کی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں اور وہ بڑا عالی رتبہ اور جلیل القدر ہی۔

(بقرہ آیت ۔ ۲۵۵)

ایمان

خدا نے ہم کو پیدا کیا۔ وہی ہم کو پالتا ہے۔ وہی چھوٹے سے بڑا کرتا ہی اُس نے ہر قسم کی نعمتیں ہمارے لئے پیدا کر دی ہیں وہی ہم کو جلاتا ہی۔ وہی مارتا ہی۔ وہی ہمارے ایمان و کفر اور اچھے بُرے اعمال کی جزا و سزا دیگا اس لئے اس پر ایمان لانا ہر شخص پر لازم ہی لیکن یہی کافی نہیں ہی کہ دل و زبان سے ایک خدا کا اقرار کیا جائے اور اس کی کتابوں یعنی اس کے احکام و قوانین کے مجموعے اور اُس کے رسول جن پر اُس نے اپنی ہدایتیں نازل فرمائیں فرشتے جو خدا کے فرمان انسانوں کی ہدایت کے واسطے رسولوں کو پہنچاتے ہیں اور آخرت پر جس دن خدا ایمان والوں اور کافروں اور نیکوں اور بدوں کو جزا و سزا دے گا ایمان لانا فرض اور لازم ہی کیونکہ جو فرمان اور ہدایتیں خدا نے بھیجی ہیں اور جن برگزیدہ انسانوں یعنی رسولوں پر وہ فرمان اور ہدایتیں بھیجی گئی ہیں اور جو ان رسولوں تک اُن کے فرمان لے کر آئے ہیں تسلیم نہ کئے جائیں گے تو یہ خدا کی حکومت اور شہنشاہی کا انکار ہو گا۔ اسی طرح

اگر یہ بات نہ مانی جائیگی کہ خدا ایک دن اچھوں اور بروں کو جزا وسزا دیگا تو یہ بھی اس کی حکومت کا انکار ہے اس لئے ان چیزوں پر ایمان لائے بغیر خدا پر ایمان لانے کی تکمیل نہیں ہو سکتی اور جو شخص ان سب پر ایمان نہ لائے گا وہ سخت گمراہی میں مبتلا رہیگا جیسا کہ خدا قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے۔

یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ○

(نسار آیت ۱۳۶)

اے مسلمانوں اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر اور اس کی کتاب پر جو اُس نے اپنے رسول پر نازل کی اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل کیں اور جو اللہ فرشتے اور کتابوں اور اس کے رسولوں کا اور آخرت کے دن کا انکار کرتا ہے وہ (راہ راست سے) دور بھٹک گیا۔

(نسار آیت ۱۳۶)

خدا کی عبادت

انسان جو کام کرتا ہے وہ کسی نہ کسی غرض اور کسی نہ کسی مقصد کے لئے کرتا ہے بے کار اور فضول کام بے عقل اور دیوانے ہی کیا کرتے ہیں جن

کا کوئی حاصل اور نتیجہ نہیں ہوتا۔ عقلمند آدمی کا کوئی کام حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ہوتا۔ خدا سے زیادہ کون علم و حکمت والا ہے۔ اس لئے اس کا بھی کوئی کام حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ہو۔ اُس نے کائنات کو کسی غرض کے لئے پیدا کیا ہے۔ بے کار اور فضول نہیں بنایا۔

خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝

(عنکبوت ۲۹ - آیت ۴۴)

خدا نے آسمان اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ ایمان والوں کے لئے اس میں نشانی ہو۔

(عنکبوت ۲۹ - آیت ۴۴)

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

(آل عمران ۳ - آیت ۱۸۹، ۱۹۰)

جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر یاد کرتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) اے ہمارے پروردگار تو نے اسے بے فائدہ نہیں پیدا کیا۔ تو پاک ہے پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

(آل عمران ۳ - آیت ۱۸۹، ۱۹۰)

کائنات کی ہر چیز بیکار نہیں بنائی گئی ہے۔ بلکہ کسی حقیقت کے لئے پیدا کی ہے۔ ہم کو جو خدا نے پیدا کیا ہے اس کی بھی ایک غرض ہے ایک شخص ملازم رکھتا ہے تو اس کا مقصد ہوتا ہے۔ اسی طرح خدا نے ہم کو ایک غرض کے لئے پیدا کیا ہے اور وہ غرض عبادت ہے جیسا کہ وہ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ۝	اور میں نے جن اور انسان کو عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔
(سورہ ذٰریٰت ۵۶)	(سورہ ذٰریٰت ۵۶)

عبادت کی تعریف

عبادت اُس خدمت کو کہتے ہیں جو ایک غلام اپنے آقا کی انجام دیتا ہے اس لئے خدا کی عبادت کے یہ معنی ہیں کہ اس کی مرضی پوری کی جائے۔ مرضی اس کی یہ ہے کہ اُس نے ہم کو جو نعمتیں اور قوتیں مرحمت عنایت فرمائی ہیں ان کو اچھے اور نیک کاموں میں صرف کرنا اور خود اپنی ذات کو نیک اور مفید کاموں میں مشغول رکھنا۔ تمھارے ماں، باپ، یا استاد یا استانی تم کو کاغذ یا تختی یا قلم دوات دیتی ہے تو فوراً بلا استانی کے کہے ہوئے تمھاری سمجھ میں آجاتا ہے کہ یہ چیزیں کس غرض سے دی گئی ہیں۔ یا ایک شخص کسی کو ملازم رکھتا ہے تو وہ خود سمجھ لیتا ہے کہ میں ایک یا چند خدمتیں انجام دینے کو رکھا گیا ہوں۔ اسی طرح خدا نے تم کو ہاتھ، پاؤں، کان، آنکھیں، اور عقل دی ہے تو تم کو خود سمجھ لینا ہے

چاہئے کہ یہ چیزیں کام کے لئے دی گئی ہیں جو کوئی خدائی قوتیں اور نعمتیں اس کی مرضی کے مطابق کام میں نہ لائیگا اس پر خدا کا عذاب ہوگا

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝	اور جو لوگ سونا چاندی جمع کرکر اس کو خدا کے رستے میں خرچ نہیں کرتے ان کو اس دن کے عذاب دکھ والے کی خوشخبری سنادو۔
(توبہ ۹ - آیت ۳۴)	(توبہ ۹ - آیت ۳۴)

اور قوتوں سے کام نہ لینے والوں کے متعلق فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝	اور ہم نے بہت سے جن و انسان دوزخ کے لئے پیدا کئے ہیں ان کے دل ہیں لیکن ان سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں۔ اور ان کے کان نہیں الّا ان سے سنتے نہیں یہ لوگ (بالکل) چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بے راہ (اور) یہی وہ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں
(اعراف ۷ - آیت ۱۷۹)	(اعراف ۷ - آیت ۱۱۹)

اس لئے خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو دینی اور قومی کاموں میں صرف کرنا اپنے اور اپنے گھر والوں کے فائدہ کے کام میں لانا محتاجوں، غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کی امداد کرنا ہاتھ، پاؤں، آنکھ وغیرہ سے اپنے لئے یا اپنے گھر والوں یا خاندان

یا ملک و قوم کے لئے مفید اور اچھے اچھے کام کرنا دل و دماغ سے اپنے اور اپنے گھر یا خاندان یا ملک و قوم کے لئے مفید تدبیریں سوچنا اچھے اور بُرے نیک اور بد اور حق و باطل میں تمیز کر کے حق کو اختیار کرنا اور خدا کی صنعتوں میں غور کرنا سب عبادت ہو۔

خدا کی عبادت کا سبب

یہ تو معلوم ہو گیا کہ ہم سب عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور یہ بھی ہر مسلمان جانتا ہے کہ عبادت خدا ہی کی کرنا چاہئے اس کا سبب کہ خدا ہی کی عبادت کیوں کرنا چاہئے دو ایک مثالوں کے ذریعہ بہت آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ اوّل یہ کہ ہم ماں باپ کی اطاعت و فرماں برداری کیوں کرتے ہیں؟ اسی لئے کہ وہ ہمارے وجود میں آنے کا سبب ہوئے، وہی ہم کو پالتے ہیں وہی ہماری تربیت کرتے ہیں یا ایک تمھارا مربی ہے اس کی اطاعت تم اس لئے کرتے ہو کہ وہ تمھاری پرورش کرتا ہو۔ تم کو تعلیم و تربیت دیتا ہو تم اپنی ضروریات اسی سے طلب کرتے ہو۔ تمھیں کوئی تکلیف ہوتی ہو تو تم اسی سے کہتے ہو وہی تمھاری تکلیف دور کرتا ہو۔ تمھاری شکایتیں سنتا ہو ان کا انسداد کرتا ہے پس اسی لئے خدا کی عبادت کرنا چاہئے کہ اسی نے ہم کو پیدا کیا اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جائینگے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ ج خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ
فَاعْبُدُوْهُ ○ ج وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ○ لَا تُدْرِكُهُ
الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ
وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ○

(انعام ۶ - آیت ۱۰۲ و ۱۰۳)

یہی (اوصاف رکھنے والا) خدا تمھارا پروردگا
ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی ہر چیز کا پیدا
کرنے والا ہے تو اسی کی عبادت کرو اور وہی ہر چیز کا
نگران ہے (وہ ایسا ہے) کہ نگاہیں اس کو نہیں پہنچ
سکتیں اور وہ نگاہوں کا ادراک کر سکتا ہے اور وہ
بھید جاننے والا اور خبردار ہے۔

(انعام ۶ - آیت ۱۰۲ و ۱۰۳)

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ
لِعِبَادَتِهٖ ط هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ
سَمِيًّا ع

(مریم ۱۹ - آیت ۶۵)

(یعنی) آسمان اور زمین کا اور جو ان دونوں
کے درمیان ہے سب کا پروردگار ہے تو اسی کی
عبادت کرو اور اس کی عبادت پر ثابت قدم رہو
بھلا تم کوئی اس کا ہمسر جانتے ہو؟

(مریم ۱۹ - آیت ۶۵)

وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ
تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ
مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ
يُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ط
وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

اور یہ کہ اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور
اس کے آگے توبہ کرو وہ تم کو ایک میعاد مقرر
تک متاع نیک سے متمتع کرتا رہیگا اور ہر
صاحب بزرگی کو اس کی بزرگی (کی داد) دیگا اور
اگر روگردانی کرو گے تو مجھے تمہارے بارہ میں (قیامت کے

عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

(ہودؑ آیت ۳ و ۴)

بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے تم (سب) کو خدا کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(ہودؑ آیت ۳ و ۴)

یا ایک رعایا اپنے حاکم کی اطاعت اسی لئے کرتی ہے کہ سب معاملات اسی کے ہاتھ میں ہوتے ہیں مثلاً ریاست بھوپال کی فرمانروا نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ متع اللہ المسلمین بطول حیاتہا ہیں۔ ہم اُن کی اطاعت اسی لئے کرتے ہیں کہ ریاست میں انھیں کے جاری کئے قانون ہیں اُنھوں نے ہی انصاف کے لئے عدالتیں قائم کی ہیں۔ ریاست کے محکموں میں وہی ملازم رکھتی ہیں وہی تنخواہ دیتی ہیں وہی ترقی دیتی ہیں اُنھیں سے ہم اپنی شکایتیں کرتے ہیں جو شخص جرم کرتا ہے وہ اُنھیں کے قانون کے مطابق سزا پاتا ہے۔ وہی اپنے شاہی اختیارات سے قیدیوں کو چھوڑ سکتی ہیں۔ اگر کوئی افسر اپنے کسی ماتحت پر زیادتی کرتا ہے تو سرکار ہی اس کا انصاف کرتی ہیں۔ غرضکہ ریاست بھوپال کے تمام معاملات کی انتہا سرکار ہی کے ہاتھ میں ہے خدا کی عبادت بھی اسی وجہ سے کرنا چاہئے کہ اُسی نے ہم کو پیدا کیا وہی تمام جہان کا اور ہمارا پالنے والا ہے ہمارے ماں باپ، مربی وغیرہ سب ظاہری ذریعے ہیں۔ اصلی پرورش کرنے والا وہی ہے دنیا میں جتنے حاکم اور فرماں روا ہیں۔ سب اُسی کے بنائے ہوئے ہیں حقیقی حاکم

اور بادشاہ وہی ہو۔ وہی ہم کو جلاتا ہو۔ وہی مارتا ہے درد تکلیف میں ہم اسی کو پکارتے ہیں۔ اپنی حاجتوں کے لئے ہم اسی سے دعا کرتے ہیں مرنے کے بعد بھی وہی ہمارے اچھے اور بُرے اعمال کی جزا و سزا دیگا۔ حاصل یہ ہو کہ کُل امور کا مرجع وہی ایک ذات پاک ہو پھر کون وجہ ہے کہ ہم اس کی عبادت نہ کریں۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ

(ہود ۱۱ - آیت ۱۲۳)

اور آسمان اور زمینوں کا (علم) غیب خدا ہی کو ہے اور تمام امور کا رجوع اسی کی طرف ہو تو تم اس کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسا رکھو اور جو کچھ تم کر رہے ہو تمھارا پرور دگار اس سے بے خبر نہیں

(ہود ۱۱ - آیت ۱۲۳)

ارکانِ اسلام

خدا کی نعمتوں کا صحیح استعمال اور اپنی ذات کو نیک اور مفید کاموں میں مشغول رکھنا خدا کی عبادت ہو (جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہو) لیکن ان کے علاوہ اسلام کے پانچ ارکان بھی ہیں اوّل اقرار توحید و رسالت دوسرے نماز تیسرے زکوٰۃ چوتھے رمضان کے روزے پانچویں حج۔ ان میں سے ہر ایک خدا کی مقرر کی ہوئی عبادت ہے اقرار توحید و رسالت دل و زبان کی، نماز و حج جسمانی و روحانی۔ زکوٰۃ مالی

اور روزہ جسمانی عبادت ہی۔

نماز ان میں نماز کل عبادتوں سے افضل ہی کیونکہ یہ اظہار عبودیت اور خدا سے تقرب کا ذریعہ ہی ماں باپ سے جو ہمارا رشتہ ہی وہ اسی طرح قائم رہتا ہے کہ ہم ان کی اطاعت و فرماں برداری کریں اور ہم اُن کی خدمت کرتے رہیں اسی طرح خدا سے ہمارا رشتہ خالق و مخلوق کا ہی یہ رشتہ اُس کے احکام کی پابندی اور نماز ہی سے قائم رہ سکتا ہی۔ جو خادم یا ملازم اپنے آقا کے حضور میں حاضر ہوتا رہتا ہے اُس سے آقا بھی خوش ہوتا رہتا ہے اور ملازم کا بھی رسوخ بڑھتا ہے پس نماز خدا کی حضوری ہی جس سے خدا تم سے خوش ہوتا ہے اور تمھارا تقرب بڑھتا ہے جو ملازم اپنے آقا کے سلام کو حاضر نہیں ہوتا اُس کے دل میں اپنے آقا کی محبت نہیں ہوتی۔ اور آقا اس پر مہربان نہیں ہوتا اسی طرح جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ خدا سے محبّت نہیں کرتا اس لئے اس کو بجائے تقرب حاصل ہونے کے خدا سے بُعد ہو جاتا ہے۔

حج حج گویا خدا کا دربار عام ہے جہاں تمام دنیا کے مسلمان تُرک ہوں یا ایرانی افریقی ہوں یا چینی اور مرد اور عورتیں سب کعبہ شریف میں جمع ہوتی ہیں سب کا یکساں لباس ہوتا ہے سب ملکر بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں اور میدانِ عرفات میں جمع ہو کر وہ کلمات زبان سے ادا کرتے ہیں جن میں خدا کے حضور میں اپنی حاضری، اقرارِ توحید اور خدا کی حمد ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اور چند

ارکان ادا کئے جاتے ہیں۔ حج عمر میں ایک بار فرض ہے۔ وہ بھی اس شخص کیلئے جو پہونچنے کی استطاعت رکھتا ہو اور اس وقت فرض ہے جب راستے محفوظ ہوں۔

زکوٰۃ ۔ یہ امیروں سے لے کر غریب مستحق لوگوں کو دی جاتی ہے یہ دراصل مال کو پاک کرنے والی ایک عبادت ہے جیسے کھانے اور برتنے کی چیزیں مثلاً کپڑے برتن وغیرہ اور ہاتھ پیر، منہ، بلکہ کُل بدن پانی سے دھوتے اور صاف کرتے ہیں لیکن مال پانی سے دھونے یا کپڑے سے پوچھنے سے پاک نہیں ہوتا مال و دولت صحیح طور پر اسی وقت پاک ہوگا جب اُس میں سے مستحق غریب اور محتاج لوگوں کا حق نکال دیا جائے گا۔ نماز کے بعد افضل العبادات یہی زکوٰۃ ہے کیوں کہ اس سے خدا کی مخلوق کو نفع پہونچتا ہے اور خدا کی دی ہوئی نعمت اچھے اور نیک کام میں صرف کی جاتی ہے جو اصلی عبادت ہے۔

روزہ روزہ خدا کے لئے کھانا پینا ایک وقت مقررہ تک ترک کر دینے کا نام ہے نفلی روزے ہر وقت رکھ سکتے ہیں۔ لیکن رمضان کے روزے پورے مہینے رکھنا فرض ہیں۔ جسم کی بیرونی صفائی نہانے دھونے سے ہوتی ہے اور اندرونی صفائی جس کا مطلب ہے اخلاق کی پاکیزگی، یا برائیوں سے بچنا اور نیکیوں کی استعداد پیدا کرنا یہ روزوں ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

انسان کی خدمت اور خدا کی عبادت میں فرق

جو شخص کوئی ملازم رکھتا ہو اس سے غرض اپنا کام لینا ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ ملازم کو معاوضہ دیتا ہو لیکن فائدہ اپنا ہی مقصود ہوتا ہو۔ اگر ملازم اپنا فرض نہ ادا کرے تو گو اس کو بھی نقصان پہونچے گا یعنی وہ معاوضہ پانے کا مستحق نہ ہوگا لیکن آقا کو بھی تکلیف ہوگی۔ برخلاف اس کے خدا نے اپنے بندوں پر جو عبادات یا فرائض عاید کئے ہیں اس میں بندوں ہی کا فائدہ ہے۔ خدا کی ذات ایسی بےنیاز ہے کہ اس کو ہماری عبادت اور فرائض کی پابندی کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی اور نہ عبادت اور فرایض سے ہماری غفلت اور عدم تعمیل سے خدا کو کچھ نقصان پہنچ سکتا ہے۔ تعمیل اور عدم تعمیل میں ہمارا ہی فائدہ اور نقصان ہو جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ط وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ج وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝	اور ہم نے لقمان کو حکمت بخشی کہ خدا کا شکر کرو اور جو شکر کرتا ہو تو اپنے ہی لئے اور جو نافرمانی کرتا ہو تو اللہ بےپروا سزاوار حمد ہو۔
(لقمٰن ۱۲)	(لقمٰن ۱۲)
وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ	جس نے محنت کی اس نے اپنے ہی لئے

لِنَفْسِهٖ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝

(عنکبوت ۶)

محنت کی اور اللہ تو سب جہاں سے بے پرواہ ہے۔

(عنکبوت ۶)

وَقَالَ مُوْسٰۤی اِنْ تَکْفُرُوْۤا اَنْتُمْ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۝

(ابراہیم ۸)

اور موسیٰ نے کہہ دیا کہ اگر تم اور جو زمین میں ہیں سب نافرمانی کرو تو اللہ بے پرواہ سزاوار حمد ہے۔

(ابراہیم ۸)

البتہ خدا تعالیٰ ہماری نافرمانی سے ناراض ضرور ہوتا ہے اور ہماری فرمانبرداری اور نیکیوں سے خوش ہوتا ہے اور اس میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔

وَلَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْـًٔا ؕ یُرِیْدُ اللّٰهُ اَلَّا یَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝

جو لوگ کفر میں سرگرمی کرتے ہیں اُن کی وجہ تم مغموم نہ ہونا۔ یہ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے خدا چاہتا ہے کہ آخرت میں اُن کو کچھ فائدہ نہ دے اور اُن کے لئے سخت عذاب ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِیْمَانِ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْـًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

(آل عمران ۱۷۶ و ۱۷۷)

اور جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر خریدا وہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور اُن کو دردناک عذاب ہوگا۔

(آل عمران ۱۷۶ و ۱۷۷)

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ج وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ط اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

(زمر ۷)

اگر تم نافرمانی کروگے تو خدا تم سے بے پرواہ ہے اور وہ اپنے بندوں کی نافرمانی پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کروگے تو وہ تم سے راضی ہوگا اور کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا پھر تم کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹنا ہے پھر جو کچھ تم کرتے رہے ہو وہ تم کو بتا دیگا اور وہ دلوں کی باتوں تک سے واقف ہے۔

(زمر ۷)

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ط وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ○

(بقرہ - ۲۷۲)

اور جو مال تم خرچ کروگے اس کا فائدہ تمھارے ہی لئے ہے اور جو خرچ کروگے وہ خدا کی خوشنودی ہی کے لئے کروگے اور جو مال تم خرچ کروگے وہ تمھیں پورا دیا جائے گا اور تمھارا مطلق نقصان نہ کیا جائیگا۔

(بقرہ - ۲۷۲)

مذہب کی غرض اور ضرورت

یہ بات تم کو معلوم ہوگئی کہ عبادتوں اور فرائض کی پابندی سے ہمارا ہی فایدہ ہے اور یہ بات بھی ہر شخص جانتا ہے کہ اس وقت جو نقصان ہوتا ہے اس

سے آیندہ تکلیف و بے آرامی ہوتی اور انسان کچھ ترقی نہیں کرسکتا۔ اسی طرح
آج جو فائدہ ہوتا ہے اس سے انسان کو راحت و آرام پہنچتا ہے اور اُسے
ترقی کا موقع ملتا ہے۔ مثلاً لڑکپن میں جو شخص جاہل رہ گیا، وہ بڑا ہو کر اچھی
زندگی بسر نہیں کرسکتا نہ وہ دنیا میں ترقی کرسکتا ہے۔ لڑکوں اور لڑکیوں
کو تعلیم اسی غرض سے دی جاتی ہے کہ وہ آیندہ اچھی طرح زندگی بسر کریں
اور دنیا میں ترقیاں پائیں۔ مذہب کی بھی یہی غرض ہے کہ انسان ترقی کرے
اور اس کی موجودہ اور آخرت کی زندگی اچھی طرح بسر ہو جیسا کہ خدا تعالیٰ
فرماتا ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

(نحل ۹۷)

جو اچھے عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہو تو ہم اس کی اچھی زندگی بسر کرائیں گے اور اُن کے اعمال کا اچھا صلہ دیں گے۔

(نحل ۹۷)

ایمان اور اعمال صالحہ ہی کا نام مذہب ہے اسی کی پابندی سے انسان
ترقی کرتا ہے اور آخرت میں اُس کے بڑے مرتبے ہوتے ہیں۔ مردوں کے
علاوہ عورتوں نے بھی اعمال صالحہ کی بدولت کیسی ترقی کی ہے اور کیسے بڑے

مرتبے انھوں نے پائے ہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور رابعہ بصری کا نامِ نیک ہر مسلمان بچہ جانتا ہے آخرت میں بھی اُن کے بلند مرتبے ہوں گے۔

جو شخص یا قوم ایمان نہ رکھتی ہوگی اور اس کے بُرے اعمال ہوں گے وہ تباہ ہوگی۔ قرآن شریف میں عاد و ثمود، قوم نوح اور قوم لوط وغیرہ کے جو قصّے مذکور ہیں انھیں پڑھو اور دیکھو کہ اُن کا عدم ایمان اور اعمال بد کی وجہ سے کیا انجام ہوا اور جو قوم اس دنیا میں تباہ نہ ہوئی وہ کیسی ذلّت میں گرفتار ہوئی جیسی قوم یہود ان کا آخرت میں جیسا بُرا انجام ہوگا وہ خدا نے کلام مجید میں بتا دیا ہے اُسے پڑھو اور عبرت حاصل کرو۔

اب دیکھو کہ خدا نے کلام مجید میں مذہب کی غرض اور ضرورت جزا و سزا خدا کے احکم الحاکمین ہونے کا ثبوت کیسے بلیغ اور جامع طور پر سمجھایا ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	خدا کے رحمان و رحیم کے نام سے شروع
وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ	تین اور زیتوں
وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ	اور پہاڑ سینا۔
وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝	اور اُس امن والے شہر کی قسم

طور سینا کا نام لیتے ہی حضرت موسیٰ کی طرف خیال جاتا ہے۔ اسی طرح

تین اور زیتون سے حضرت عیسیٰ خیال میں آتے ہیں۔ کیوں کہ یہ دونوں فلسطین کی پہاڑیوں کے نام ہیں جہاں حضرت عیسیٰ وعظ ونصیحت کیا کرتے تھے اور انھیں کے ساتھ حضرت مریم ذہن میں آتی ہیں، اس لئے کہ حضرت عیسیٰ عرب میں ابن مریم ہی کے نام سے مشہور تھے۔ اور امن والے شہر یعنی مکہ کے نام سے حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل اور اُن کے ساتھ حضرت ہاجرہ کی یاد آتی ہے حضرت ابراہیم نے کعبہ کو امن والا بنایا اور حضرت اسمٰعیل کو اور اُن کی والدہ حضرت ہاجرہ کو یہیں بسایا اور اسی جگہ اپنے حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور پیغمبری کے خلعت سے سرفراز ہوئے۔ ان تینوں آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ یہ تمام بزرگ ہستیاں اس بات کی شہادت دے رہی ہیں کہ :

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝	بے شک ہم نے انسان کو بہترین سرشت پر پیدا کیا۔

یعنی انسان میں اس قدر قابلیت ہے کہ وہ انتہائی کمال کے مرتبہ پر پہونچ سکتا ہے لیکن جب انسان کا خدا کی عظمت و کبریائی اور اس کی قدرت و معبودیت پر ایمان نہ رہا اور وہ بُرے اعمال کرنے لگا تو :

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ أَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ إِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝	پھر ہم نے اس کو انتہائی پستی میں گرادیا لیکن وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کے لئے بے انتہا اجر ہے۔

"الا الذین" (لیکن وہ) الفاظ ثابت کر رہے کہ انتہائی پستی میں وہی لوگ گرائے گئے تھے جو ایمان نہ لائے اور بُرے اعمال میں مبتلا رہے۔ اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے انھیں کو بے انتہا اجر نصیب ہوا:

فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ ○	پھر (اے انسان) تو کیوں سزا و جزا کو جھٹلاتا ہے

تو نے دیکھ لیا کہ خدا نے انسان کو کیا اعلیٰ اور اشرف بنایا۔ اور اس میں کیا کیا قابلیتیں رکھیں اور جب تک وہ ایمان پر قایم رہا اور نیک کام کرتا رہا اس وقت تک اس کے درجے اور مرتبے بڑھتے رہے لیکن جب اُس نے ایمان چھوڑا اور بُرے کاموں میں گرفتار ہوا تو خدا نے اس کو ذلیل و رسوا کر دیا پھر کس بنا پر تو سزا و جزا کو جھٹلاتا ہے:

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحَاکِمِیْنَ○	کیا اللہ سب حاکموں سے بہتر حاکم نہیں ہے؟
(والتین)	(والتین)

خدا جو انصاف کرتا ہے کہ ایمان نہ رکھنے والے بداعمالوں کو سزا دیتا ہے اور ایمان والے نیک کرداروں کو بے انتہا اجر دیتا ہے اس کے سب سے بہتر حاکم ہونے میں کیا شک باقی ہے؟

ایک دوسرے طریقے سے مذہب کی ضرورت سمجھو۔ ہم اس لئے تعلیم پاتے ہیں کہ خدا نے ہم کو جو قابلیتیں اور قوتیں ودیعت فرمائی ہیں وہ بیدار ہو جائیں مثلاً اپنے دلی حالات اور خیالات کو لکھنا، مشکل باتوں کو حل کرنا نامعلوم باتوں

کو دریافت کرنا نئی نئی چیزیں ایجاد کرنا وغیرہ وغیرہ یہ سب اس لئے کہ آئندہ زندگی کامیاب ہو اور ہم ترقی کرتے رہیں۔ اس کے لئے کیا کیا انتظامات کئے گئے ہیں۔ اور کیا کیا قواعد وضوابط بنائے گئے ہیں۔ مثلاً اُستاد یا اُستانی لایق اور قابل ہو۔ پڑھتے وقت کوئی کھیل تماشہ نہ ہو کہ بچّوں کا دھیان بٹے۔ کتاب ایسی ہو جس کے مضمون طالب علم کی سمجھ سے بہت بلند نہ ہوں نہ ایسے مضمون ہوں جس سے اُن کے اخلاق پر بُرا اثر پڑے پڑھانے کا طریقہ ایسا ہو جس سے ذہانت اور حافظہ کو نقصان نہ پہنچے۔ اتنی دیر تک پڑھایا جائے کہ طالب علم کا دماغ نہ تھک جائے۔ اس کے علاوہ ایسی تدبیریں کی جائیں کہ لڑکوں یا لڑکیوں کی ذہانت ترقی کرے۔ اور ان کی صحت اور تندرستی قایم رہے۔ مذہب بھی قواعد وضوابط کا ایک مجموعہ ہے بعض اصول اس میں ایسے ہیں جو انسانیت کی تکمیل کرنے والے اور ترقی دینے والے ہیں بعض قواعد وضوابط نیکی اور بھلائی کی قابلیت پیدا کرنے والے اور برائیوں سے پاک کرنے والے ہیں۔ بعض تقویٰ پیدا کرنے والے اور بعض اخلاقی قوتیں بیدار کرنے والے اور بعض خوبیوں کی حفاظت کرنے والے ہیں جیسے کہ خدا تعالیٰ نماز کے متعلق تحریر فرماتا ہے کہ:

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّ الصَّلٰوةَ	جو کتاب تمھاری طرف وحی کی گئی ہو اُسے پڑھا کرو اور نماز کے پابند رہو۔ بے شک نماز

تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ○	بے حیائی اور بُری باتوں سے روکتی ہے[1] اور خدا کا ذکر بڑا (اچھا کام ہے) اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا جانتا ہے۔
(عنکبوت ۴۵)	(عنکبوت ۴۵)

روزوں کے متعلق خدا فرماتا ہے کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ	اے مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر

---

[1] نماز جس طرح برائیوں سے روکتی ہے وہ ایک مشکل بحث ہے لیکن ایک کھلی ہوئی بات یہ ہے کہ ایک خادم ان قصوروں اور غلطیوں سے ضرور احتیاط کریگا جن کی آقا نے ممانعت کر دی ہے۔ یا ایک لڑکا ان حرکتوں سے ضرور اجتناب کریگا جن سے اس کا باپ ناراض ہوتا ہے تاکہ جب وہ باپ کے سامنے جائے تو اس پر خفگی نہ ہو یا مثلاً ایک طالب علم یا طالبہ کو یہ خیال ہوگا کہ اگر سبق یاد نہ ہوا تو اُستاد یا اُستانی سزا دیگی تو وہ کبھی کھیل کود میں اپنا وقت ضایع نہ کریگی اسی طرح نماز اگران شرطوں کو ملحوظ رکھ کر پڑھی جائے جیسا حدیث میں آیا ہے "کہ تم نماز اس طرح پڑھو کہ گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو یا اس طرح کہ خدا تم کو دیکھ رہا ہے" یعنی حضور قلب سے پڑھو کہ تم اس وقت خدا کے دربار میں ہو یقیناً تمھیں ان باتوں کی احتیاط ہوگی کہ ہم سے کوئی ایسی خطا سرزد نہ ہو جس کی خدا نے ممانعت کی ہے کیونکہ خدا سے ہمارا کوئی کام پوشیدہ نہیں رہتا اس بنا پر تم کو ضرور یہ خیال ہوگا کہ ہم خدا کے حضور میں حاضر ہوں تو بالکل بے خطا و بے قصور حاضر ہوں دوسرے نماز پانچ وقت کی فرض ہے اس لئے نماز کے بعد دوسری نماز کا خیال لگا رہتا ہے اور جب نماز حضور قلب سے پڑھی جائے گی تو وہ خدا سے تعلق پیدا کر دیگی پھر جس کا خدا سے تعلق پیدا ہو گیا اس پر شیطان قابو نہیں پا سکتا اس طرح نماز برائیوں سے روکتی ہے ۱۲

مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۝ | فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔

(بقرہ ۱۸۳) (بقرہ ۱۸۳)

غرض دنیا ایک مدرسہ ہے جس میں مذہب حیاتِ اُخروی کے لئے انسان کو تیار کرتا ہے اور جس طرح کوئی تعلیم کی موٹی موٹی باتیں معلوم کرے مثلاً کتاب کے الفاظ رٹنا تحریروں کی نقل کرنا وغیرہ اور تمام اصول و شرائط تعلیم دریافت کئے بغیر خود تعلیم حاصل کرنے کی کوشش کرے وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یا اس کی تعلیم بالکل ناقص رہے گی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص مذہب کی مشہور باتیں معلوم کرلے مثلاً چوری نہ کرو۔ جھوٹ نہ بولو، خیرات کرو، غریب کی ہمدردی کرو، وغیرہ وغیرہ اور سمجھ لے کہ مجھے کسی پیغمبر اور آسمانی کتاب کی ضرورت نہیں میں بطور خود نیکی و بدی کے اصول و قواعد بنا لوں گا اور اس کی پابندی کروں گا تو وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ہزاروں برس سے بڑے بڑے حکیم اور عالم و فاضل لوگ تعلیم کے اصول و قواعد بناتے چلے آرہے ہیں۔ لیکن اب تک کوئی بہترین طریقہ مرتب نہیں ہوا۔ آج جو اصول و قواعد جاری کئے جاتے ہیں وہ کل غلط ثابت ہوتے ہیں اور نئے اصول و قواعد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی بات پر قیاس کرلو کہ مذہب جیسی اہم چیز جو آخرت کے لئے انسان کو تیار کرتی ہے۔ ہر شخص کس طرح بنا سکتا ہے۔ یہ تو اس کا کام ہے جس نے انسان کو بنایا اور اس کی فطرت کی باریک سے باریک باتیں جانتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے

اپنے خاص بندوں پر کتاب نازل فرمائی سب سے آخر میں ہمارے حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ ہی پر نبوت ختم ہو گئی کیونکہ آپ پر جو کتاب (قرآن مجید) نازل ہوئی اس نے انسان کے لئے ہدایت کو مکمل کر دیا اس سے پہلے جتنی آسمانی کتابیں نازل ہوئیں وہ انسانی دست برد سے محفوظ نہ رہیں اس لئے انسانی ہدایت کے لئے ناقص ہیں۔ اس کے علاوہ جس قدر علوم و فنون اور انسانی عقل و فہم کی ترقی ہوتی جاتی ہے اسی قدر اسلام کی صداقت اور حقانیت روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی جاتی ہے۔ پس اسلام سے بہتر انسان کے لئے کوئی مذہب نہیں ہے۔

إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ ط	خدا کے نزدیک (سچا) دین اسلام ہی ہے۔
(آل عمران-۱۹)	(آل عمران - ۱۹)
اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا ط	آج ہم نے تمھارے لئے تمھارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمھارے لئے دین اسلام پسند کیا۔
(مائدہ - ۳)	(مائدہ - ۳)
وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ج وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○	اور جو شخص دین اسلام کے سوا کسی دین کی پیروی کریگا وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائیگا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔
(آل عمران ۸۵)	(آل عمران ۸۵)

حیاتِ اُخروی

یہ بات تم کو معلوم ہو گئی کہ خدا نے جو ہماری عبادتیں اور فرائض مقرر کئے ہیں وہ ہمارے ہی فائدہ کے لئے ہیں کہ ہماری زندگی اچھی طرح بسر ہو اور ہم ترقیاں کریں۔ لیکن یہ اسی دنیا کے لئے نہیں ہو کہ یہیں ہماری زندگی اچھی گذر جائے اور ہماری ترقیاں یہیں ختم ہو جائیں۔ ہماری موجودہ زندگی کے بعد دوسری زندگی بھی ہو جس کو حیاتِ اُخروی کہتے ہیں اور وہی ہمیشگی کی زندگی ہے۔ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے اور ہم سب خدا ہی کی طرف جارہے ہیں :۔

یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِیْهِ ۞	اے انسان تو محنت کرتا ہوا اپنے پروردگار ہی کی طرف جا رہا ہو اور تجھے اس سے ملنا ہو۔
(انشقاق ۶)	(انشقاق ۶)

ہمارے تمام اچھے اعمال آخرت کے ہی لئے ہیں جس طرح ہمارے بچپن اور لڑکپن کی تعلیم و تربیت آخر عمر تک کام دیتی ہو۔ اسی طرح ہمارے اس دنیا کے اچھے اعمال آخرت کی زندگی میں کام آئیں گے اور جس طرح کسی کی ابتدائی عمر میں تربیت نہ ہوئی وہ عمر بھر نا تربیت یافتہ رہے گا اسی طرح جو شخص اس دنیا میں نیک اعمال سے غافل رہا، اور حق و باطل میں تمیز نہ کی،

اور غلط راستے پر چلتا رہا وہ آخرت میں بھی گمراہ رہے گا۔ اور اُسے کامیابی کا راستہ نہ ملے گا:-

وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۝

(بنی اسرائیل ۷۲)

اور جو اس (دنیا) میں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور راستہ سے زیادہ بھٹکا ہوا۔

(بنی اسرائیل ۷۲)

اگر ہماری زندگی یہیں ختم ہو جائے گی تو کسی نیک عمل کی ضرورت نہیں بلکہ اچھے اور بُرے کی تمیز کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ تو یقینی ہے کہ ایک روز مرنا ہے اگر ہم نے دنیا میں اچھے اعمال کئے اور ہمارا نیک نام باقی رہا تو ہمارے ذرّاتِ خاک کو کیا نفع ہوگا بلکہ اگر حیات اُخروی نہیں ہے تو ہم کو زندہ رہنے کی بھی ضرورت نہیں ہماری ذات سے اگر ہمارے عزیزوں کو یا تمام دنیا کو فایدہ پہنچا تو ہم تو معدوم ہو گئے پھر غم کس کو ہوگا۔ آیندہ کسی کو فایدہ ہو تو ہماری بلا سے اور نقصان ہو تو ہماری بلا سے۔ اور اگر تمام دنیا ایک دم اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالے تو کسی کا کچھ نقصان نہیں بلکہ ایک لحاظ سے فایدہ ہی ہے کہ انسان زندگی کی مشکلات اور رنج و آلام سے نجات پالیگا غرض کہ اگر حیات اُخروی نہ ہو تو موجودہ زندگی بالکل عبث اور بےکار ہے۔ بلکہ قطعی بےمعنی چیز ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ	کیا تم نے گمان کیا ہی کہ ہم نے تم کو بیکار پیدا کیا اور تم ہماری طرف لوٹ کر نہ آؤ گے۔
(مومنون ۱۱۵)	(مومنون ۱۱۵)

یعنی تمہاری موجودہ زندگی عبث نہیں ہی۔ اور تم ضرور خدا کی طرف لوٹ کر جاؤ گے اگر لوٹنا نہ ہو تو پھر یہ زندگی عبث اور مہمل ہی۔ اس کے علاوہ یہ زندگی کی خواہش اور موت کا خوف دراصل اسی مخفی خیال کی وجہ سے ہی کہ بغیر انسانیت کی تکمیل یا ایمان و اعمال صالحہ کے آخرۃ کی زندگی اچھی نہیں گذر سکتی اس کے سوا جب کوئی قصور ہو جاتا ہی تو دل ملامت کیا کرتا ہے کہ یہ کام کیوں کیا یہ نفس کی ملامت اس لئے ہوتی ہی کہ اس کی سزا ہوگی۔ تم سے ماں باپ یا مربی و استاد کی مرضی کے خلاف کوئی قصور ہو جاتا ہے تو تم کو کس قدر خوف ہوتا ہے یہ کیوں ؟ صرف اس وجہ سے کہ اس خطا کی سزا دی جائے گی۔ اگر تمہارے قصوروں کی سزا دینے والا اور تمہاری خطاؤں پر خفا ہونے والا کوئی نہ ہو تو تمھیں کچھ خوف نہیں ہو سکتا۔ خدا قرآن شریف میں فرماتا ہے۔

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ	نہیں۔ میں یوم قیامت کی قسم کھاتا ہوں۔
وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ	اور نہیں میں ملامت کرنے والی نفس کی قسم کھاتا ہوں

مرنے کا دن اور ملازمت کرنے والا نفس شہادت دے رہا ہی کہ مرنے کے بعد پھر جینا ہے اور خدا ضرور حساب لے گا۔

اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَہٗ ؕ	کیا انسان گمان کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں نہ جمع کرینگے ؟

کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ ہم مرجائیں گے اور ہماری ہڈیاں سٹر گل جائنگی تو پھر جمع نہیں ہوسکتیں۔

بَلٰی قٰدِرِیْنَ عَلٰۤی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَہٗ ؕ	ہاں ہم قدرت رکھتے ہیں کہ اس کی پور پور درست کردیں۔

ہڈیاں کیا چیز ہیں ہم باریک سے باریک اجزا کو ترتیب دے دیں اور اُسے پھر زندہ کردیں۔ پھر بھی وہ حساب سے نہیں ڈرتا۔

بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَہٗ ؕ	بلکہ آدمی ارادہ کرتا ہے کہ اپنے آگے بدکاری کر رکھے۔
(قیامہ آیت ۱ تا ۵)	(قیامہ۔ ۱ تا ۵)

یہ اس کی ڈھٹائی ہے کہ جب موت کا دن اور نفس لوّامہ شہادت دی رہا ہے کہ موجودہ زندگی کے بعد آئندہ ایک اور زندگی ہے۔ جس میں حساب و کتاب ہوگا پھر بھی وہ گناہ کرتا ہے۔

نتیجہ اس تقریر کا یہ ہے کہ ہماری دنیا کی زندگی کے بعد آخرت کی زندگی بھی ہے اور دنیا ہی میں دوسری زندگی کے لئے تیاری ہوسکتی ہے اور اصلی زندگی وہی ہے کیوں کہ وہ ابدالآباد تک رہے گی اگر انسان نے یہاں

نیک اعمال نہ کئے اور سیدھا راستہ اختیار نہ کیا تو ابدالآباد تک مصیبت میں مبتلا رہے گا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَیْھِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ ۝

(بقر - ۱۶۱)

جو لوگ نافرمانی کرتے رہے اور نافرمان ہی مر گئے یہی ہیں اُنھی پر خدا کی لعنت ہو اور فرشتوں کی اور آدمیوں کی سب کی ہمیشہ (اسی لعنت میں) رہینگے۔ نہ اُن کا عذاب ہی ہلکا کیا جاوے گا اور نہ ان کو مہلت ہی ملے گی۔

(بقرا۱۶)

اور جس نے اچھے اعمال کئے اور سیدھا راستہ اختیار کیا اس کی حیات اُخروی عیش و راحت سے بسر ہو گی۔

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ یُرْزَقُوْنَ فِیْھَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝

(مومن ۴۰)

اور جو نیک عمل کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان بھی ہوگا تو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے وہاں ان کو بے حساب رزق ملے گا۔

(مومن ۴۰)

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا

جو لوگ ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور

مُسْلِمِيْنَ ج اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ج وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ج وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

فرماں بردار ہوئے (اُن سے کہا جائیگا) کہ تم اور تمھاری بیبیاں عزت کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ اُن میں سونے کی رکابیوں اور پیالوں کا دور چلے گا اور وہاں جو دل چاہے اور آنکھوں کو اچھا معلوم ہو (موجود ہوگا) اور تم اس میں ہمیشہ رہوگے۔

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○

یہ جنت جس کے تم مالک بنائے گئے ہو تمھارے اعمال کا صلہ ہے وہاں تمھارے لئے میوے ہیں جنھیں تم کھاؤ گے۔

(زخرف - ۶۹ - ۷۳)

(زخرف - ۶۹ - ۷۳)

یہاں یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ خدا نے جو حکم (اوامر) دئے ہیں اور جن سے منع کیا ہے (نواہی) وہ سب دنیا کے سب انسانوں کے لئے ہیں اس میں کوئی شخص مستثنیٰ نہیں ہے۔ اس لئے سب کو اوامر کی پابندی اور نواہی سے بچنا لازم ہے۔ کیوں کہ ایک کا عمل دوسرے کے کام نہیں آسکتا۔ بچپن میں تمھاری جو تعلیم و تربیت ہوگی تو بڑی عمر میں تمھارا ہی لقب تعلیم یافتہ اور مہذب ہوگا۔ اور تمھاری ہی عزت کی جائے گی۔ تمھارے علم اور تہذیب و شائستگی سے

یہ نہیں ہو سکتا کہ تمہاری طرح دوسرا شخص بھی معزز سمجھا جائے وہ اگر جاہل اور ناتربیت یافتہ ہوگا تو کوئی اس کی عزت نہیں کرے گا بلکہ وہ ہر شخص کی نظر میں حقیر و ذلیل ہوگا۔ اسی طرح تم سے دنیا میں جو کچھ نیک اعمال ہوں گے اُن کی وجہ سے تمہاری بھلائی ہوگی۔ اگر دنیا میں تمہارے بُرے اعمال ہونگے تو تمہارے ہی حق میں برائی ہوگی۔ دوسرا شخص تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا۔

خدا قرآن شریف میں فرماتا ہے:۔

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ط وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ط

(بنی اسرائیل ۱۵)

جو شخص ہدایت اختیار کرتا ہے تو اپنے ہی لئے اختیار کرتا ہے اور جو گمراہ رہتا ہے تو گمراہی کا ضرر اسی کو ہوگا اور کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا۔

(بنی اسرائیل ۱۵)

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا۔

(بنی اسرائیل ۷)

اگر تم نیک کام کروگے تو اپنی ہی جانوں کے لئے اچھا کروگے اور تم بُرے کام کروگے تو اُس کی برائی تمہارے ہی لئے ہے

(بنی اسرائیل ۷)

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ۔

(بقرہ - ۲۸۶)

جس نے اچھا کیا اس کا فائدہ اسی کے لئے اور جس نے بُرا کیا اُس کا نقصان اسی کے لئے ہے۔

(بقرہ - ۲۸۶)

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ○	جس نے اچھا کیا اس نے اپنے ہی لئے کیا جس نے بُرا کیا اس کی برائی اسی پر ہوگی پھر تم اپنے پروردگار کی طرف واپس جاؤ گے ۔
(جاثیہ ۱۵)	(جاثیہ ۱۵)
وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ○	جو پاک ہوتا وہ اپنے ہی لئے پاک ہوتا ہے اور خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ۔
(فاطر - ۱۸)	(فاطر - ۱۸)
وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ	اور جو مال تم خرچ کرو گے اس کا فائدہ تمہارے ہی لئے ہے۔
(بقرہ - ۱۷۲)	(بقرہ - ۱۷۲)

جزا و سزا کے دن ہر شخص کے اپنے اعمال ہی کام آئیں گے ہم جو کچھ کرتے ہیں وہ سب لکھ لیا جاتا ہے ۔ ہم نے اگر رائی کے دانہ کی برابر نیکی یا بدی کی ہوگی تو اس دن ہم دیکھ لیں گے ۔

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ○ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ○	اس دن لوگ گروہ گروہ ہو کر آدینگے تاکہ اپنے اعمال کو دیکھ لیں پھر جس نے ذرّہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اُسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا ۔
(زلزال آیت ۷ و ۸)	(زلزال آیت ۷ و ۸)

ہم نے نیکیاں کی ہیں تو خدا ہم کو ہر قسم کی نعمتیں عطا فرمائے گا اور اگر برائیاں کی ہیں تو بھڑکتی ہوئی آگ ٹھکانا ہوگا - اور کوئی شخص کسی کے کچھ کام نہ آئے گا۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے :-

إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ ۙ	جب آسمان پھٹ جائے گا ۔
وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۙ	اور ستارے جھڑ جائیں گے ۔
وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۙ	اور جب دریا بہا دئے جائیں گے ۔
وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ۙ	اور جب قبریں الٹ دی جائیں گی ۔
عَلِمَتْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ؕ	(اس وقت) ہر شخص کو معلوم ہوگا کہ اس نے کیا آگے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑا ۔

اس آیت کا مطلب یہ ہو کہ اس روز انسان کو معلوم ہو جائے گا کہ اُس نے کس قسم کے اعمال کا ذخیرہ آگے بھیجا یعنی اچھے اعمال کئے ہیں یا بُرے اور اپنے مرنے سے پہلے اپنا کس قسم کا نمونہ چھوڑا یعنی اپنی ذات سے اس نے اچھی مثال قائم کی یا بُری - اور وہ کیا کیا کام کئے جن سے اسکے مرے پیچھے بھی مخلوق کو نفع پہونچتا رہے۔

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ	اے انسان تیرے پروردگار کریم کے بارہ میں تجھے کس چیز نے دھوکے میں ڈالا ہے۔

کہ تو اس کی نسبت غلط خیالات رکھتا ہے یا اس کی بات نہیں مانتا ۔

الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ	جس نے تجھ کو پیدا کیا پھر درست کیا پھر ٹھیک بنایا۔

فِیْٓ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ؕ	جس صورت میں چاہا تجھ کو ترکیب دیا۔
كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ ۙ	نہیں تم تو روز جزا کو جھٹلاتے ہو۔
وَاِنَّ عَلَیْكُمْ لَحٰفِظِیْنَ	حالاں کہ تمھارے اوپر نگہبان بھی ہیں۔
كِرَامًا كَاتِبِیْنَ ۙ	بزرگ لکھنے والے۔
یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ؕ	جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔

روز جزا کے دن ان کا لکھا پیش ہوگا، اور دو قسم کے لوگ الگ الگ کر دئے جائیں گے نیک اور بد پھر

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۙ	نیک کردار تو نعمتوں میں ہوں گے۔
وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ۙ	اور بد کردار جلتی ہوئی آگ میں ہوں گے۔
یَّصْلَوْنَهَا یَوْمَ الدِّیْنِ ۙ	روز جزا کو وہ اس میں داخل ہوں گے۔
وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِیْنَ ؕ	اور وہ اس سے بھاگ نہ سکیں گے۔
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ۙ	(اے انسان) تو کیا جانے کہ روز جزا کیا ہے۔
ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ؕ	پھر (میں پوچھتا ہوں کہ) تو کیا جانے کہ روز جزا کیا ہے
یَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْـًٔا ؕ	جس دن کوئی جان دوسری جان کے لئے کام نہ آئیگی۔
وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۠	اور اس روز حکم خدا ہی کا ہوگا۔
(انفطار)	(انفطار)

یہ ہے روز جزا۔

ترقی کے اصول

بُرائی بھلائی ہر شخص جانتا ہے۔ جب خدا نے انسان کو پیدا کیا تو اس میں نیکی اور بدی کی پہچان بھی رکھ دی جیسا کہ خدا فرماتا ہے

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا	اور نفس کی قسم اور اس کی درستی کی۔
فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا	پس اس کو بدی اور نیکی (کا علم) الہام کردیا

انسان کی مخفی قوتیں اور قابلیتیں اسی وقت اُبھر سکتی ہیں جب نقائص دور کر دئے جائیں۔ زمین میں غلہ پیدا ہونے کی اسی وقت قابلیت پیدا ہوتی ہے جب اس کا تردد کردیا جاتا ہے۔ فولاد کے جوہر اُسی وقت اُبھرتے ہیں جب اس پر صیقل کر دی جاتی ہے۔ برخلاف اس کے جب صیقل نہ کی جائے گی، اور بے احتیاطی کی جائے گی تو زنگ آلود ہو جائے گا، اور رفتہ رفتہ زنگ فولاد کو کھالے گا۔ یہی حالت انسان کی ہے کہ تزکیہ اور صفائی سے اس کے جوہر نمایاں ہوں گے۔ اور گناہوں میں آلودگی سے سب قابلیتیں فنا ہو جائینگی اور انسان تباہ ہو جائے گا۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا	بے شک اس نے فلاح پائی جس نے اپنے نفس کو پاک کیا
وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا	اور جس نے نفس کو گناہوں سے آلودہ کیا وہ برباد ہوا
(شمس آیت ۔ ۹ و ۱۰)	(شمس آیت ۹ و ۱۰)

فلاح کے معنی ہیں انسان کے مخفی جوہروں کا باہر نکل آنا۔ عربی میں کاشتکار کو "فلّاح" اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ تردد سے زمین کی مخفی قوتیں باہر نکال دیتا ہے اور اس لفظ (فلاح) میں دینی اور دنیوی دونوں کامیابیوں کے معنی شامل ہیں۔

ایک جگہہ اور فرماتا ہے

فَاَمَّا مَنْ طَغٰی ۙ	تو جس نے سرکشی کی۔
وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا ۙ	اور دنیا کی زندگی کو بہتر سمجھا۔
فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی	اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔
وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ؕ	اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہشوں سے روکتا رہا اس کا ٹھکانا جنت ہے۔
(نازعات ۳۷-۴۰)	(نازعات ۳۷-۴۰)

اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرنے کے یہ معنی ہیں کہ گناہوں سے بچتا رہا۔ اور ہوا کے معنی بُری خواہشوں کے ہیں جیسے دوسرے کے مال کا لالچ ناجائز طریقوں سے دولت پیدا کرنے کا خیال، اور بے جا رعایت، اور کینہ وغیرہ۔

(فیض خاں)

ترقی کے اصولوں میں تزکیہ یعنی اپنے نفس کو شرک و بت پرستی اور کفر

وغیرہ سے پاک کرنے کے بعد خیال کی اصلاح اور صحیح عقیدہ ہو کیوں کہ یہی چیز ہی جو انسان کو سیدھے اور سیدھے راستہ کی طرف رہ نمائی کرتی ہے۔ پھر اعمال صالح ہیں جس میں خدا کی عبادت اور مخلوق کی خدمت سب سے اہم چیزیں ہیں یہی اعمال صالح انسان کو فلاح کے راستے کی طرف لے جانے والے ہیں۔ گویا ایمان منزل پر پہونچنے کی ایک سند ہے اور اعمال صالح منزل پر پہونچنے کے ذریعے ہیں۔ خدا فرماتا ہے:

فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰی اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ۝ (قصص ۶۷)	لیکن جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے تو امید ہے کہ وہ فلاح پانے والوں میں ہوگا۔ (قصص ۶۷)

تَابَ کے معنی ہیں اپنی حالت پر واپس آیا یعنی خدا کی نافرمانی اور سرکشی کو چھوڑ کر خدا کی اطاعت اور فرماں برداری اختیار کر لی، گویا کفر سے اسلام کی طرف آگیا۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ ج هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ لا	اس کتاب میں کوئی شک نہیں (کہ خدا کی طرف سے نازل کی گئی ہے) متقیوں کے لئے رہ نما۔

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۙ

جو دل سے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں جو (مال) ہم نے دیا ہے وہ خرچ کرتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۝ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

(بقر-۱-۵)

اور جو کچھ تجھ پر نازل ہوا اور جو کچھ تجھ سے پہلے نازل ہوا اس پر ایمان لاتے ہیں اور آخرۃ پر یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔

(بقر ۱-۵)

ان آیتوں میں فلاح پانے والوں کی پانچ نشانیاں بتلائی ہیں۔ کفر کا غلط راستہ چھوڑ کر دل سے سچا دین قبول کرنا۔ خدا کی عبادت (نماز) مخلوق کی خدمت (خیرات) خدا کی کتاب پر ایمان اور آخرۃ پر یقین۔

جس شخص نے غلط راستہ چھوڑ کر سیدھا راستہ اختیار کیا اس کے لئے یہ امر لازمی ہی کہ راستے کی آخری منزل پر پہونچنے کے بعد وہ ایک نئے عالم کے آغاز کا یقین رکھتا ہو ورنہ بے نتیجہ راہ پر قدم نہیں اٹھ سکتا۔ مثلاً فرض کرو کہ یہاں سی ہزار کوس کے فاصلے پر جانب شمال چشمۂ آبِ حیات ہی۔ اب جو شخص اس چشمہ کا یقین رکھتا ہے وہی وہاں تک پہونچنے کی سعی کرے گا اور اس چشمہ سی مستفید

ہو گا اور جو شخص یقین نہیں رکھتا اس کے لئے با انجام اور بے انجام راہ کی تمیز ہی کی ضرورت نہیں۔ دوسرے نقصانات اور تکالیف سے بچانے والے اور راہ کو آسان کرنے والے ایک رہ نما کی ضرورت ہوتی ہے۔ آخرت کے راستے کے لئے خدا کی کتاب سے بہتر کوئی رہ نما نہیں ہو سکتی۔ اب رہ گیا توشہ یا سامان سفر وہ اعمالِ صالح ہیں جن کی بڑی دو قسموں کا نام خدا کی عبادت اور مخلوق کی خدمت ہے یہی مضمون ہے جو اوپر کی آیتوں میں بیان کیا گیا ہے۔

ترقی کے لئے ایک ضروری شرط برائیوں سے بچنا بھی ہے ورنہ انسان بجائے بام ترقی کے تنزل کے گڑھے کی طرف چلا جائیگا کیوں کہ آدمی میں جو قابلیتیں اور جوہر ہیں وہ برائیوں سے معدوم ہو جاتے ہیں۔

دوسری بہبودی کی ایک یہ صورت ہے کہ برائیاں ترک کرنے کے ساتھ ساتھ اچھائیاں اختیار کرتے جائیں اسی سے فلاح کا راستہ آسان ہو گا۔

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۙ	تو جس نے دیا اور پرہیزگار رہا۔
وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ	اور نیک بات کی تصدیق کی۔
فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ؕ	اس کے واسطے ہم آسائش کا راستہ آسان کر دینگے۔
وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۙ	اور جس نے بخل کیا اور بے پروا رہا۔
وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۙ	اور نیک بات کو جھٹلایا۔
فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ؕ	اس کے واسطے مصیبت کا راستہ آسان کر دیں گے۔
(لیل آیت ۵ تا ۱۰)	(لیل ۵ تا ۱۰)

یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ جو شخص نیک اور مفید کاموں میں اپنا مال خرچ کرے گا، خدا کی راہ میں مستحق لوگوں کو دے گا، اور اچھی بات مان لیا کریگا اس کی دونوں جہان میں بہتری ہوگی - اور جو شخص اپنا مال خرچ نہ کرے گا، اور دنیا و عاقبت میں جو بھلائیاں اس کو پہنچ سکتی ہیں اُن کی پروا نہ کرے گا۔ اور اچھی باتوں کو جھٹلائے گا وہ دنیا میں بھی بہت مصیبت اُٹھائیگا اور آخرت میں بھی۔

لفظ "اِتَّقٰی" اتقا سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں گناہ یا برائی اور نقصان رساں چیز سے نہایت احتیاط سے بچنا۔

ایک اور جگہہ خدا نے فلاح کی چند شرطیں تبلائی ہیں چنانچہ وہ فرماتا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ	بیشک ان مومنوں نے فلاح پائی۔
اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۙ	جو اپنی نماز میں عجز و نیاز کرنے والے ہیں۔
وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ	اور جو لغو و فضولیات سے بچنے والے ہیں۔
وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ ۙ	اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں۔
وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ	اور جو پاک دامن ہیں۔
(مومنون آیت ۱ - ۵)	(مومنون - آیت ۱ - ۵)

نماز کے لئے حضورِ قلب سے پڑھنا پہلی شرط ہے۔ محض ارکان نماز بطور عادت ادا کر لینے کا نام نماز نہیں اور نہ خدا نے ان نمازیوں کے لئے فلاح کا وعدہ

فرمایا ہو جو ظاہری ارکان بلا حضور قلب ادا کر لیتے ہیں۔

سب سے زیادہ جو انسان کی روح کو ترقی دینے والی چیز ہو وہ ایثار ہو یعنی اپنے نفع اور آرام کو دوسروں کے نفع اور آرام پر قربان کر دینا۔ دنیا میں کامیابی کے لئے بہادری ہی بڑی چیز ہے۔ اور ایثار سے زیادہ کوئی بہادری نہیں ہو سکتی۔

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

(الحشر ۹)

جو لوگ ان کے آنے سے پہلے ان کے گھروں میں رہتے ہیں، اور ایمان لا چکے ہیں وہ ان سے محبت کرتے ہیں، جو ہجرت کر کے ان کی طرف آئے اور اپنے سینوں میں کوئی طلب اس چیز کی نہیں پاتے جو ان (مہاجرین) کو دی گئی ہو بلکہ اپنے نفسوں پر ان کو مقدم رکھتے ہیں خواہ خود تنگ حال ہی کیوں نہ ہوں اور جو شخص حرص نفس سے بچا لیا گیا وہی فلاح پانے والوں میں سے ہو

(الحشر ۹)

یہ آیت انصار کے بارہ میں نازل ہوئی تھی۔ اس کے ابتدائی حصہ میں مہمان نوازی کی تعلیم دی گئی ہو اور سمجھایا گیا ہو کہ دوسرے کے مال پر نیت نہ لگائی جائے جیسا ان الفاظ سے ثابت ہو کہ "اپنے سینوں میں کوئی طلب اس چیز

کی نہیں پاتے جو اُن کو دی گئی ہو" اور خدا نے فرمایا ہو کہ " بلکہ اپنے نفسوں پر اُن کو مقدم رکھتے ہیں خواہ خود تنگ حال ہوں" یہی ایثار کی تعلیم ہو - حرص نفس کا مطلب یہ ہو کہ صرف اپنا بھلا چاہے - اور اپنی تن پروری کے سوا دوسرے کا خیال نہ کرے - جس کا سینہ ان اخلاقی برائیوں سے پاک ہوگا - وہی شخص ترقی کرے گا ، اور اسی کی ترقی اصلی ترقی کہلانے کی مستحق ہے -

ترقی کا بہت بڑا ذریعہ علم ہو اُس کی قرآن شریف میں متعدد جگہہ ترغیب دی گئی ہو اور علم کو خدا نے خیر کثیر فرماتا ہو -

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ○	اور جس کو حکمت دی گئی تو اس کو بے شک بڑی بھلائی دی گئی -
(آل عمران ۲۶۹)	(آل عمران ۲۶۹)

اور خدا نے عورتوں کو یہ حکم دیا ہو -

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ○	اور تمہارے گھروں میں جو خدا کی آیتوں اور حکمت کی تلاوت کی جاتی ہو اُسے یاد کرو بے شک خدا باریک بیں اور خبردار ہو -
(احزاب ۳۴)	(احزاب ۳۴)

علم چونکہ معمولی چیز نہیں ہو - اس لئے اس کی تحصیل کے لئے بھی ضرورت ہو کہ کھیل تماشوں اور دیگر لغویات میں گرفتار نہ ہو - علم وہی طالب علم حاصل کرتے

ہیں جو نیک چلن ہوتے ہیں۔ اور جن میں نہایت سنجیدگی و متانت ہوتی ہے حضرت یوسف کے متعلق خدا فرماتا ہے:۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝	اور جب وہ اپنی جوانی کو پہونچے تو ہم نے اُن کو حکمت اور علم عطا فرمایا۔ اور ہم نیک چلنوں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں۔
(یوسف ۲۲)	(یوسف ۲۲)

یہاں یہ بات یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا کی یہ منشا نہیں ہو کہ صرف دین میں ترقی کی جائے بلکہ دنیا کی ترقیاں بھی خدا کی منشا کے عین مطابق ہیں البتہ ان حدود سے تجاوز نہ کرنا چاہیئے جو خدا نے مقرر فرما دی ہیں تاکہ انسان مصائب میں گرفتار نہ ہو۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اپنی منشا کو ذیل کی دعا میں سمجھایا ہو:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝	اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بھلائی عنایت فرما، اور آخرت میں بھی اور ہم کو آگ سے بچا[1]
(بقر ۲۰۱)	(بقر ۲۰۱)

---

[1] قرآن شریف میں قومی اور کل بنی نوع انسان کی ترقی کے اصول بھی موجود ہیں لیکن چوں کہ کتاب بڑی عمر کے لوگوں کے لئے نہیں لکھی گئی ہے اس لئے وہ آیات یہاں نقل نہیں کی گئیں۔ اور صرف شخصی ترقی کے اصول پر اکتفا کی گئی۔

اعمالِ صالحہ

یہ بات پہلے لکھی جاچکی ہے کہ خدا نے جس قدر حکم دیئے ہیں وہ سب انسانوں ہی کے نفع کے لئے ہیں نفع اس کا یہ ہے کہ خدا نے انسان میں ترقی کی استعداد رکھی ہے۔ جس طرح وہ بچپن سے جوانی تک جسمانی ترقی کرتا رہتا ہے اسی طرح آخر عمر تک علم و عقل میں ترقی کرسکتا ہے۔ اسی طرح اخلاقی ترقیوں کی کوئی حد نہیں ہے بچپن میں جو اس کے اخلاق و عادات ہوتے ہیں، وہ جوانی میں نہیں ہوتے اور جو اخلاق جوانی میں ہوتے ہیں وہ بڑھاپے میں نہیں ہوتے۔ اور یہ اخلاق ایسی چیز ہے کہ اگر انسان ابتدا ہی سے اصلاح کی کوشش کرے کہ برے اخلاق سے اپنے نفس کو پاک کرے اور اچھے اچھے اخلاق پیدا کرے تو اسی دنیا میں فرشتوں سے بلند مرتبہ ہوسکتا ہے اور موت کے بعد آخرت کی زندگی میں جو اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتیں خدا نے مہیا فرما دی ہیں اُن سے متمتع ہوسکتا ہے اور فلاح و کامیابی کے مدارج طے کرتا چلا جائے گا۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۙ	پس میں شفق کی قسم کھاتا ہوں۔
وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۙ	اور رات کی اور جس کو وہ ڈھانپ لے۔
وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۙ	اور چاند کی اور جب وہ کامل ہو جائے۔
لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۭ	کہ تم درجہ بدرجہ چڑھتے چلے جاؤ گے۔
(انشقاق ۱۶ تا ۱۹)	(انشقاق ۱۶ تا ۱۹)

اور جس نے یہاں ذلیل اخلاق اختیار کئے اور اعمال صالحہ نہ بجا لایا، یا یوں کہنا چاہیئے کہ دنیا میں اس کی رفتار ترقی کی طرف نہ تھی بلکہ تنزل کی طرف تھی اس کی آخرۃ کی زندگی بھی ترقی کی طرف نہ ہوگی۔ اور خدا کی نعمتوں سے محروم ہوگا۔ اور عذاب میں گرفتار ہوگا۔

اب دیکھو کہ وہ کیا اخلاق فاضلہ اور اعمال صالحہ ہیں جو انسان کو آخرت میں بلندی مدارج تک پہنچا سکتے ہیں۔

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۙ	کیا ہم نے انسان کو دو آنکھیں نہیں دیں؟
وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۙ	اور زبان اور دو ہونٹ (نہیں دیئے)؟
وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۚ	اور اس کو (نیکی اور بدی کے) دونوں رستے دکھائے
فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۖ	پھر وہ گھاٹی سے نہ گذرا۔
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۗ	اور تم کیا سمجھے کہ گھاٹی کیا ہے؟
فَكُّ رَقَبَةٍ ۙ	گردن کا چھڑانا
اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۙ	یا بھوک کے دن کھانا کھلانا۔
يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۙ	یتیم رشتہ دار کو
اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۗ	یا خاک نشین محتاج کو
(بلد ۸ تا ۱۶)	(بلد آیت ۸ تا ۱۶)

گھاٹی دشوار گذار راستے کو کہتے ہیں۔ یہاں مراد ہے بہت بڑی نیکی۔ گردن

چھڑانے کا یہ مطلب ہے کہ کسی کو غلامی سے آزاد کرا دینا یا قرض دار کا قرض ادا کر دینا جو بیچارہ خود ادا کرنے کی مقدرت نہیں رکھتا۔

اور ایک جگہہ خدا فرماتا ہے:

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا
اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝

(انسان ۸ و ۹)

اور (نیکو کار وہ ہیں جو) خدا کی محبت سے محتاج اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم تم کو خدا کے لئے کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم تم سے نہ بدلا چاہتے ہیں اور نہ شکرگزاری

(انسان ۸ و ۹)

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ج وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ج وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ج

نیکی یہی نہیں ہے کہ اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف کرلو بلکہ نیکی اس کی ہے جو خدا اور آخرت، فرشتوں کتاب (اللہ) اور نبیوں پر ایمان لایا اور خدا کی محبت میں قرابت داروں یتیموں مسکینوں مسافروں اور سائلوں کو اور گردن چھڑانے میں اپنا مال دیا اور نماز پڑھتا رہا اور زکوٰۃ ادا کرتا رہا اور

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا ج وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَاۤءِ وَالضَّرَّاۤءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ط اُولٰۤئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ط وَاُولٰۤئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○	اپنے عہد کو جب وہ عہد کرچکے پورا کرنے والے ہیں اور تنگی تکلیف اور مشکلوں میں صبر کرنے والے ہیں یہی لوگ ہیں جو راستباز ہیں۔ اور یہی لوگ ہیں جو پرہیزگار رہیں۔
(بقرہ آیت ۱۷۷)	(بقرہ آیت ۱۷۷)

ان آیتوں میں اور ان کے علاوہ قرآن شریف کی اکثر آیتوں میں بڑی نیکی جو تبلائی گئی ہی وہ مخلوق کی خدمت ہی۔ اور مخلوق میں سے یتیموں اور محتاجوں کا خاص طور پر نام لیا گیا ہی۔ کیونکہ مستحق امداد عموماً یہی ہوا کرتے ہیں۔ جن کو خدا نے توفیق دی ہی اُن پر فرض ہی کہ ان مستحق لوگوں کی امداد کریں۔ اگر غربا کی امداد نہ کی جائے تو چند ہی روز میں دنیا تباہ ہوجائے۔ کیونکہ کسی کا زمانہ ایک حال پر نہیں رہتا۔ کل جو دوسروں کی امداد کے قابل تھا آج خود امداد کا محتاج ہے کبھی جو شخص آسودہ حال تھا آیندہ وہی تنگ حال ہے اس لئے ہر صاحبِ توفیق شخص کو اہلِ حاجت یعنی مسکین وغیرہ کی امداد اپنے اوپر لازمی حق سمجھنا چاہئے۔ خدا قرآن شریف میں فرماتا ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ	کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کے لئے

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝	چاہتا ہے رزق کی فراخی کر دیتا ہے (اور جس کے لئے چاہتا ہے) تنگی کر دیتا ہے بے شک اس میں ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں پس قرابت داروں مسکینوں اور مسافروں کو اُن کا حق دے دو یہ اُن کے واسطے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں بہتر ہے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔
(روم ۳۷ و ۳۸)	(روم ۳۷ و ۳۸)

یتیموں کی خبر گیری اور مساکین کی امداد سے دوسری بڑی نیکی والدین کی خدمت اُن کی اطاعت فرماں برداری اور اُن کے ساتھ بھلائی اور احسان ہے

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا	اور تمہارے پروردگار نے قطعی حکم دے دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو اگر والدین میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بوڑھے ہو جائیں تو اُن سے "ہوں" بھی نہ کہو اور نہ اُن کو جھڑکو اور اُن سے ادب کی بات کہو اور ادب سے اُن کے آگے گردن جھکائے رکھو اور دعا کرتے رہو کہ میرے پروردگار ان دونوں پر

رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝

رحم کر جس طرح انھوں نے مجھے چھٹپن سے پالا پرورش کیا۔ (اور مجھ پر رحم کرتے رہے)۔

(بنی اسرائیل ۲۳ و ۲۴)

(بنی اسرائیل ۲۳ و ۲۴)

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ
حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ
وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ
وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝
وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ
بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا
تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي
الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ؗ وَّاتَّبِعْ
سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ثُمَّ
اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کی بابت نصیحت
کی ہو اس کی ماں سستی تکلیف پر تکلیف اٹھا کر پیٹ
میں رکھتی ہو اور دو سال میں اس کا دودھ
چھڑایا جاتا ہے کہ میرے اور اپنے والدین کا
شکرگذار رہ۔ میری ہی طرف واپسی ہے
اگر تیرے والدین تجھ کو مجبور کریں کہ میرے
ساتھ کسی کو شریک کر جس کی تیرے پاس کوئی
دلیل نہیں تو اُن کا کہنا نہ ماننا۔ ہاں دنیا
میں پسندیدہ طور پر ان کا ساتھی رہ اور اس کے
راستے کی پیروی جو میری طرف آتا ہے پھر میرے پاس
واپس آنے والے ہو پھر جو کچھ تم کرتے ہو میں تبلا دونگا۔

(لقمان ۱۴ و ۱۵)

(لقمان ۱۴ و ۱۵)

خدا تعالیٰ نے والدین، یتیم، مساکین وغیرہ کے ساتھ اور ہمسایوں اور
پاس اٹھنے بیٹھنے والوں جیسے احباب ایک مدرسے کے طالب علم ایک دفتر

یا ایک کارخانہ کے ملازم سے اچھے اور نیک سلوک کی ہدایت فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۝

(النساء ۳۶)

اللہ کی بندگی کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک مت کرو اور والدین کے رشتہ داروں یتیموں، مسکینوں، قرابت دار، پڑوسی اور اجنبی۔ پڑوسی، ہم صحبت، مسافر اور لونڈی غلاموں کے ساتھ بھلائی کرو بے شک اللہ کسی اترانے والے شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا۔

(النساء ۳۶)

ان اعمال صالحہ کے ساتھ عمدہ اخلاق بھی انسان کو یہاں اور آخرۃ دونوں میں بزرگ بنانے والے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جو شخص جس قدر پاکیزہ اخلاق ہوتا ہے۔ اُسی قدر ہمارے دلوں میں اس کی عزت وعظمت ہوتی ہے عاقبت میں بھی یہ اخلاق بے حد فائدہ دیں گے۔ کیونکہ روح کو قوت دینے والے حیات اُخروی میں اعلیٰ مراتب پر پہونچانے والے اور رفدا کی نعمتوں سے متمتع ہونے کی اہلیت اور قابلیت پیدا کرنے والے بڑی سی بڑی حد تک اخلاق ہی ہیں ان میں چوٹی کا اخلاق سچائی اور راست بازی ہے۔ یعنی قول وفعل میں یکساں

ہونا دل اور زبان کو مخالف نہ کرنا۔ خدا کو اپنے بندے کی سب سے زیادہ یہی بات پسند ہو کہ وہ سچ بولے قرآن میں سچ بولنے کی بہت تاکید کی گئی ہو

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○	اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھی رہو۔
(برأت ۱۲۳)	(برأت ۱۲۳)

اور خدا کا جن پر انعام ہوا اُن میں انبیاء کے بعد صدیقوں ہی کا درجہ ہی چنانچہ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ج وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا	اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتا ہو تو یہی اُن لوگوں کے ساتھی ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا - یعنی انبیاء صدیق ، شہید اور صالحین اور یہ کیا اچھے رفیق ہیں۔
(نساء ۶۹)	(نساء ۶۹)

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لوگو سچ بولنے کو اپنے اوپر لازم کرلو کیوں کہ سچ بولنا انسان کو نیکی کی طرف رہ نمائی کرتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے آدمی ہمیشہ سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہو یہاں تک کہ خدا کے نزدیک صدیق لکھ لیا جاتا ہے

اور جھوٹ بولنے سے بچو کیونکہ جھوٹ بولنا فسق وفجور کی طرف رہ نمائی کرتا ہو اور فسق وفجور دوزخ میں لے جاتے ہیں ۔ آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہو ۔ یہاں تک خدا کے نزدیک کذاب لکھ لیا جاتا ہے۔
اگر غور کیا جائے تو دوسری اخلاقی خوبیاں مثلاً ایفائے وعدہ پابندی عہد امانت داری ، عدل وانصاف وغیرہ راست گوئی اور راست کرداری ہی کی مختلف صورتیں ہیں لیکن چونکہ ہر اخلاقی خوبی دوسری سے جدا اور ممتاز ہے اس لئے قرآن مجید میں سب کے جدا جدا احکام اور فضائل ہیں امانت وغیرہ کے متعلق فرماتا ہے:-

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا

(نسا - ۵۸)

اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں اُن کے حوالے کردیا کرو اور جب لوگوں کے باہمی جھگڑے فیصل کرنے لگو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو اللہ تم کو جو نصیحت کرتا ہو وہ بہت اچھی ہو اس میں شک نہیں کہ اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے

(نسا - ۵۸)

اور ایک جگہ ہے :-

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ وَالَّذِينَ

اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس کرتے اور جو اپنی نمازوں

عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ

(مومنون ۸-۱۱)

کے پابند ہیں یہی وارث ہیں جو بہشت بریں کو میراث میں پائیں گے اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(مومنون ۸-۱۱)

ایفاء وعدہ ایسی پاکیزہ صفت ہی کہ خدا نے حضرت اسمٰعیل کے فضائل میں خاص طور سے اس صفت کا ذکر کیا ہی۔ چنانچہ فرمایا ہے:-

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا

(مریم آیت ۵۴)

اور قرآن میں اسمٰعیل کا ذکر کر کہ وہ وعدے کے بڑے سچے تھے اور بھیجے ہوئے نبی تھے۔

(مریم آیت ۵۴)

حق گوئی کے ساتھ اپنے نفس کی عزت قائم رکھنے والی ایک صفت عفت و پاک دامنی بھی ہی۔ خدا نے مرد عورت دونوں کو پارسائی پر قائم رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۔

(اے پیغمبر) مسلمانوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور پاک دامن رہیں اس میں اُن کی زیادہ پاکیزگی ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔ اس سے اللہ خبردار ہی۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ج	اور مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور پاک امن رہیں اور اپنی زینت ظاہر نہ ہونے دیں بجز اس کے جو ظاہر رہتا ہو۔
(نور آیت ۳۱)	(نور آیت ۳۱)

پاک دامنی کے مساوی زبان کی حفاظت ہے۔ کسی کو گالی دینا برا بھلا کہنا سخت زبانی کرنا، سب خدا کو ناپسند ہے۔ خدا کا حکم ہے کہ لوگوں سے عمدہ طریقہ سے گفتگو کی جائے۔

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا ۵	اور لوگوں سے عمدہ باتیں کہو۔
(بقرہ آیت ۸۳)	(بقرہ آیت ۸۳)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو زبان کی نگہداشت کرے گا اور پاک دامن رہے گا اس کے لئے میں بہشت کی ذمہ داری کرتا ہوں۔

سخت کلامی عموماً انسان غصہ کے موقع پر کیا کرتا ہے اس لئے حکم ہے کہ انسان غصہ کو روکے اور لوگوں کا قصور معاف کر دے چنانچہ خدا فرماتا ہے:-

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ج ۵ وَسَارِعُوْا اِلٰى	اور خدا اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور اپنے پروردگار کی مغفرت اور جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمانوں

مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

(ال عمران ۱۳۶ و ۱۳۷)

اور زمین کے برابر ہے اُن پرہیزگاروں کے لئے تیار ہے جو آسودہ حالی اور تنگ حالی میں (راہ خدا میں) خرچ کرتے اور غصّے کو روکتے اور لوگوں کو درگذر کر دیتے ہیں اور اللہ نیک کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(ال عمران ۱۳۶ و ۱۳۷)

اور خدا نے حکم دیا ہے کہ عفو و درگذر ہی کی عادت ڈالنا چاہیئے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝ وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ط

(سورۂ اعراف آیت ۱۹۹ و ۲۰۰)

درگذر اختیار کرو اور نیک کام کرنے کو کہو اور جاہلوں سے کنارہ کش رہو اور اگر شیطان کے اُکسانے سے (بدلے کا) خیال پیدا ہو تو خدا سے پناہ مانگو بیشک وہ سننے والا جاننے والا ہے

(سورۂ اعراف آیت ۱۹۹ و ۲۰۰)

اگر بدلہ بھی لیا جائے تو اسی قدر جس قدر زیادتی ہوئی ہو لیکن معاف کرنا بدلہ لینے سے اچھا ہے اور خدا کے نزدیک بڑی ہمت کے کام ہیں چنانچہ خدا فرماتا ہے۔

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ج فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

(شوریٰ آیت ۴۰ لغایۃ ۴۳)

اور برائی کا بدلہ اسی طرح کی برائی ہے پھر جو معاف کرے اور صلح کرے تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔ بے شک وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو مظلوم ہونے کے بعد انتقام لے تو اُن پر کوئی الزام نہیں الزام تو اُن پر ہے جو ظلم کرتے اور زمین میں ناحق فساد مچاتے ہیں اُن کے لئے سخت عذاب ہی اور جو صبر کرے اور بخش دے تو یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔

(شوریٰ آیت ۴۰ لغایۃ ۴۳)

صرف معاف کر دینا بڑی عالی حوصلگی اور نہایت قابل تعریف کام ہی لیکن جو شخص صبر کرتا ہے اور برائی کا بدلہ اچھائی سے کرتا ہی خدا اُسے دہرا اجر دے گا جیسا کہ فرمایا ہی۔

اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

اُن کو دو مرتبہ اجر دیا جائے گا جو صبر کرتے ہیں اور بدی کے بدلے نیکی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے دیا ہی اس میں سے

يُنْفِقُوْنَ ۝ (عمدہ کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔

(قصص ۵۴) (قصص ۵۴)

غرض خدا نے ان تمام خوبیوں کا حکم دیا ہے جو لوگوں کو کسی قسم کا فائدہ پہونچائیں اور نقصان و مضرت سے بچائیں۔

اعمال و اخلاق سیئہ

جس طرح اچھے اعمال و اخلاق دنیا و آخرت میں فلاح و بہبودی کا باعث ہیں اسی طرح برے اعمال و اخلاق دنیا اور آخرت میں نقصان و تباہی کا سبب ہیں یہ روح کو بیمار اور کمزور کرنے والے اور رکاوٹ پیدا کرنے والے ہیں سب سے بدتر اور سب سے ذلیل گنہ اور سب سے زیادہ مضرت اور نقصان پہنچانے والا جس کی تلافی نہیں ہو سکتی وہ شرک ہے یعنی خدا کی ذات و صفات میں دوسرے کو شریک اور برابر سمجھنا اور سوار خدا کے کسی دوسری چیز کی پرستش یا بندگی کرنا۔

سوار خدا کے آسمان و زمین جو کچھ بھی ہے چاند سورج ستارے درخت پہاڑ دریا، جانور، انسان وغیرہ اس کی عبادت یا پرستش کرنے کی لغویت کئی طرح سے ثابت ہے اوّل یہ کہ وہ خدا کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں اُن کو اپنی موت اور زندگی میں کوئی اختیار نہیں اور نہ اپنے نفع نقصان کی

قدرت رکھتے ہیں۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا۔

(فرقان ۔ ۲۵ ۔ آیت ۳)

اور لوگوں نے اس کے سوا دوسرے خدا بنالئے جو کچھ بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور اپنے واسطے نفع اور نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے اور نہ موت و زندگی کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ مرنے کے بعد زندہ کرنے کا۔

(فرقان ۲۵ ۔ آیت ۳)

اب اس سے زیادہ کیا حماقت ہوگی کہ جو چیز کچھ بھی اختیار نہیں رکھتی بلکہ خود اپنی ہستی اور قیام میں خدا کی محتاج ہو اس کی پرستش کی جائے اور خدا کو چھوڑ دیا جائے اور زیادہ تعجب کی یہ بات ہو کہ اپنے ہاتھ سے ایک پتلا یا مورت بنائی جائے پھر اس کے آگے سجدہ کیا جائے۔

دوسرے یہ کہ انسان سب مخلوقات سے اشرف اور افضل ہو اور سب چیزیں اس سے کم درجہ کی ہیں۔ انسان سے افضل و اعلیٰ بس خدا ہی کی ذات ہے۔ اس لئے اپنے سے ادنیٰ چیز کی پرستش کس درجہ نادانی ہو۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِىْۤ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰۤى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسٰى

اور جب ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار اتار دیا تو وہ ایک ایسی قوم کے پاس پہونچے جو اپنے بتوں کی پوجا کرتی تھی۔

اَجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ○ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○	(بنی اسرائیل نے) کہا کہ اے موسیٰ جیسے ان کے معبود ہیں ایسا ہی ایک معبود ہمارے لئے بنا دو (موسیٰ) نے کہا کوئی شک نہیں کہ تم جاہل ہو یہ لوگ جس دین پر ہیں وہ برباد ہونے والا ہی اور جو یہ لوگ کر رہے ہیں وہ باطل ہی اور خدا نے تم کو تمام مخلوق پر بزرگی دی ہی تو کیا میں اُس کے سوا کوئی اور معبود تمھارے لئے تلاش کروں ؟
(اعراف آیت ۱۳۸-۱۴۰)	(اعراف آیت ۱۳۸ - ۱۴۰)

یعنی جہان کی سب چیزیں تم سے کم درجہ کی ہیں اس لئے وہ معبود نہیں بنائی جا سکتیں بس خدا تم سے بزرگ ہے وہی عبادت کے لائق ہی۔

تیسرے یہ کہ عالم کی تمام چیزیں خدا نے انسان کی خدمت کے لئے مقرر فرما دی ہیں۔ ہوا، آگ، پانی، بجلی، حیوانات، نباتات وغیرہ سب ہمارے تابع ہیں۔ زمین ہمارے لئے فرش ہی آسمان ہمارے سروں پر سائبان کا کام دے رہا ہی۔ ستارے اور چاند اور سورج ہم کو روشنی پہنچانے کے واسطے ہیں۔

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ	اور جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں

وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ	ہے سب کو تمھارے واسطے مسخر کر دیا ہے۔ بیشک اس میں غور کرنے والوں کے لئے بہت نشانیاں ہیں
(جاثیہ ۴۵ - آیت ۱۳)	(جاثیہ ۴۵ - آیت ۱۳)

اس مضمون کی قرآن شریف میں اور بھی چند آیتیں ہیں۔

اب یہ کس قدر ذلت اور کس قدر نادانی کی بات ہے کہ مالک اپنے غلام کی یا آقا اپنے خدمت گار کی عبادت کرے۔

چوتھے یہ کہ ہم کو خدا نے پیدا کیا ہے ہماری پرورش کرتا ہے آسمان اور زمین پر حکومت اسی کی ہے ہماری موت و حیات اسی کے اختیار میں ہے اسی لئے فطرتاً ہمارا تعلق خدا ہی سے ہے اور اس کی طرف جانے کا راستہ یہ ہے کہ اُس کی عبادت کی جائے جو شخص غیر خدا کی پرستش کرتا ہے یا حاجتیں طلب کرتا ہے وہ صاف ظاہر ہے کہ خدا سے اپنا فطری تعلق منقطع کرتا ہے اور اس طرف جا رہا ہے جو خدا کے راستہ کے بالکل خلاف دوسرا راستہ ہے۔

انھیں وجوہ سے قرآن مجید شرک و بُت پرستی کی ممانعت اور مذمت سے بھرا ہوا ہے اور صرف خدا کی عبادت اور اسی سے حاجت طلبی کی تاکید کی گئی ہے اور چونکہ شرک سے خدا اور بندہ کا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے اس لئے یہ اس قدر سخت گناہ ہے کہ اس کی بخشایش ہی نہیں چنانچہ خدا فرماتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ	بے شک اللہ اگر اس کے ساتھ شرک کیا

بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ○

جائے تو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جو چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ سے شرک کرتا ہے وہ سخت گمراہی میں گرفتار ہو گیا۔

(نسار آیت ١١٦) (نسار آیت ١١٦)

جو غلام قصور کرتا ہے لیکن اپنے مالک کی خدمت گزاری سے باہر نہیں ہوتا یا اسی کو اپنا آقا اور ولی نعمت اور محسن سمجھتا ہے وہ گو اپنے قصوروں کی سزا پاتا ہے لیکن اپنی روزی اور صلہ کا مستحق ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے جو غلام اپنے مالک کے بجائے دوسروں کی بندگی میں مصروف رہے وہ ہرگز اس قابل نہیں ہوتا کہ مالک اس کو کچھ بھی صلہ دے۔ اسی طرح جو شخص اگرچہ قصور کرتا ہے اور شامت اعمال سے گناہگار ہے لیکن کوئی شرک نہیں کرتا وہ اپنے قصوروں اور گناہوں کے سبب سزا کا مستحق تو ہے لیکن چونکہ خدا سے اس کا رشتہ قایم ہے اس لئے وہ عبدیت کا صلہ ضرور پائے گا۔ لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کے آگے سجدہ کرے اور انھیں سے مرادیں اور منتیں مانے وہ کس طرح بخشایش کا مستحق ہو سکتا ہے؟ خدا سے انحراف یا شرک و بت پرستی کا لازمی نتیجہ یہی ہے کہ خدا نے اپنی بندگی کرنے والوں کے لئے جو نعمتیں مہیا فرمائی ہیں اُن سے مشرک محروم رہے

مثلاً شرقاً غرباً ایک سڑک ہی مغرب کی طرف جانے والوں کا انجام نجات
اور مشرق کی طرف جانے والوں کا انجام عذاب۔ اب ایک شخص مغرب کی طرف
روانہ ہوتا ہے اور اس کی رفتار کا رخ نہیں بدلتا وہ ایک روز ضرور نجات حاصل
کرلے گا اگر اس نے نجات حاصل کرنے کی کچھ شرطیں انجام نہیں دیں یا
خلاف ورزیاں کیں تو گو اس کو اپنی خلاف ورزی کا نتیجہ بھگتنا پڑیگا لیکن
چونکہ اس کا رخ اور ارادہ مغرب ہی طرف ہی اس لئے وہ ایک روز منزل
مقصود پر پہنچ کر خدا کی نعمتوں کا مستحق ہوگا اور جو شخص مشرق کی طرف جا
وہ ان نعمتوں سے یقینی محروم رہے گا جو مغرب کی طرف جانے سے حاصل
ہوسکتی ہیں بلکہ منزل پر پہنچ کر وہ عذاب میں گرفتار ہوگا۔

إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○	جس نے اللہ کے ساتھ شریک کیا تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار
(مائدہ - ۷۲)	(مائدہ - ۷۲)

اس مضمون سے ظاہر ہوا ہوگا کہ شرک کس قدر اہم چیز ہے اس لئے ہر مسلمان
بلکہ ہر انسان کو اس سے بچنا لازم ہے بعض لوگ مشرکانہ باتوں میں تمیز نہیں
کرتے حالانکہ ہر قسم کے ٹوٹکے ٹونے اور اولیاؤں اور پیروں وغیرہ کی
پھر نذر و نیاز اور چادریں پڑھانا منتیں ماننا اور مرادیں مانگنا یا اپنے جیسے انسا

کو رزق میں فراخی بخشنے والا ہر قسم کی حاجتیں پوری کرنے والا اور مصیبتوں کا دفع کرنے والا سمجھنا شرک و کفر ہی جس کی بخشایش نہیں کیونکہ یہ صفتیں اللہ تعالیٰ کی ہیں وہی جس کو چاہتا ہو رزق دیتا ہو آسودہ حالی او تنگ حالی اسی کے اختیار اور قدرت میں ہو کسی نبی یا ولی کو کسی کی ذرہ برابر قسمت بنانے اور بگاڑنے کی ذرا سی بھی قدرت نہیں ہے۔

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

(شوریٰ ۱۲)

آسمان اور زمین کے خزانے اسی کے ہیں جس کے لئے چاہتا ہو رزق کی فراخی کر دیتا ہو اور جس کے لئے چاہتا ہو تنگی کر دیتا ہو بے شک وہ ہر چیز کو جانتا ہے

(شوریٰ ۱۲)

کوئی مصیبت آئے تو سوائے خدا کے کوئی کارساز اور مددگار نہیں ہی۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

(شوریٰ آیت ۳۰ و ۳۱)

اور جو مصیبت تم پر واقع ہوتی ہو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے فعلوں سے ہی اور وہ بہت کچھ معاف کر دیتا ہی اور تم زمین میں (خدا) کو عاجز نہیں کر سکتے اور خدا کے سوا نہ تمہارا کوئی دوست ہو نہ مددگار۔

(شوریٰ آیت ۳۰ و ۳۱)

کوئی نقصان پہنچے تو سوائے خدا کے کوئی دور کرنے والا نہیں۔

وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○

(انعام ۱۷)

اور اگر خدا تم کو سختی پہنچائے تو اس کے سوا اس کو کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر نعمت (راحت) عطا کرے تو (کوئی اس کا ہاتھ پکڑنے والا نہیں) وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(انعام ۱۷)

وہی اپنے بندوں کی دعائیں سنتا اور قبول کرتا ہے پھر کیا ضرورت ہے کہ قبروں یا اپنے جیسے انسانوں کے آگے پیشانی رکھ کر اپنی عاقبت خراب کی جائے ہماری بہتری اسی میں ہے کہ خدا کی خدائی پر پختہ اعتقاد قائم رکھیں۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ؕ

(بقرہ-۱۸۶)

اور جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہہ دو کہ) میں (بہت) نزدیک ہوں اور جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو اُن کو چاہیئے کہ مجھ (یعنی میرے حکموں کو) قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں۔

(بقرہ - ۱۸۶)

جس قدر خدا کی عظمت و کبریائی اور اس کی قدرت و رزّاقی وغیرہ پر عقیدہ نہ ہوگا اسی قدر شرک و بت پرستی کا غلبہ ہوگا۔ مسلمانوں میں جو دنیا میں تنہا توحید کے علم بردار تھے، آج کل قبر پرستی اور دیگر مشرکانہ رسوم کا

قریبًا عام رواج ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہو کہ خدا کی قدرت و رزاقی اور اس کی معبودیت پر از روئے قرآن جو ایک سچے مسلمان کا عقیدہ ہونا چاہیئے وہ نہیں ہو اور عوام و خواص دونوں ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں[1] اور یہ نہایت دردناک واقعہ ہو کیوں کہ مسلمانوں نے اس سو اپنی امتیازی شان بھی کھو دی اور آخرت برباد کی جو شخص شرک میں بھی مبتلا ہے اور نماز روزہ بھی ادا کرتا ہے اس کی بعینہ یہ مثال ہو کہ اس کا رُخ تو منزل نجات کی طرف ہے لیکن الٹا چل رہا ہو منزل عذاب کی طرف، یا یہ کہنا چاہیئے

---

[1] عوام جن سے مراد ہو لکھے پڑھے یا کم علم غیر قوموں کی تقلید سو یا کسی پیر کی رہبری سے قبر پرستی و دیگر مشرکانہ رسوم کی طرف مائل ہوئے ان کی تقلید میں محض وہم کی بنا پر کچھ بات ہو گی ضرور اچھے اچھے تعلیم یافتہ اور دینیات کے ماہر گمراہی میں مبتلا ہو گئے پھر تائید میں کچھ وجوہ اور حیلے بھی تراش لیئے گئے اس طرح یہ مرض عام ہوتا گیا اس حالت مشرکانہ سے مسلمانوں کو جو نقصان پہونچا وہ تو الگ رہا خود اسلام کو بہت بڑا نقصان پہونچا وہ یہ کہ ہمارے مذہب اور مذہب بت پرستی میں کوئی فرق و امتیاز باقی نہیں رہا۔ رفتہ رفتہ سب اہم مشرکانہ رسمیں کسی نہ کسی شکل میں ہمارے یہاں قائم ہو گئیں۔ اگر مسلمان محض توحید اور خدا پرستی پر قائم رہتے تو اس وقت البتہ غیر قوموں کو ہماری امتیازی شان کا اپنی حالت سے مقابلہ کا موقع ملتا اور ہماری توحید کی وجہ سے وہ ہم کو اپنے سے برتر اور ارفع تسلیم کرنے پر مجبور ہوتے اور اسلام کی ترقی دن دونی اور رات چوگنی ہوتی رہتی لیکن افسوس ہو مسلمانوں کی شرک پرستی نے اسلام کی اشاعت کا گویا کہ سدباب ہی کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

کہ وہ جارہا ہے سیدھا عذاب کی طرف لیکن اپنی مشرکانہ رسوم کے ساتھ ساتھ وہ وہ عبادات بھی ادا کرتا جاتا ہے جو نجات کے لئے درکار ہوتے ہیں لیکن چونکہ یہ عبادات بے محل ہوتے ہیں اس لئے کوئی فائدہ نہیں دے سکتے۔ خدا تعالیٰ مختلف انبیاء علیہم السلام کے نام اور ان کی اولاد وغیرہ کے ذکر کے بعد فرماتا ہے۔

اور اگر وہ شرک کرتے تو اُن کے عمل ضایع ہو جاتے۔	وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝
(انعام ۸۹)	(انعام ۸۹)

شرک سے اچھے اعمال بھی ضایع ہو جاتے ہیں۔

غرض شرک بجائے خود اتنی بڑی بُرائی اور اس قدر عظیم گناہ ہے کہ کوئی نیکی اس کی تلافی نہیں کرسکتی اس لئے نہایت احتیاط چاہیئے کہ شرک سے دامن بھی نہ چھو جائے۔

شیطان تو انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے اور وہ نئی نئی تدبیروں سے انسان کو دامِ فریب میں لایا کرتا ہے سب بڑی اور کارگر تدبیر اس کی یہ ہے کہ بُرے اعمال کو اچھا کرکے دکھلاتا ہے۔ چنانچہ اس نے شرک و بت پرستی کی بھی بہت خوشنما صورت بنائی ہے مثلاً کفّارِ عرب اپنی بت پرستی کے عذر میں کہا کرتے تھے کہ یہ ہمارے معبود خدا کے نزدیک ہمارے شفیع ہیں ایسے

ہی عقاید آج کل بھی جاہل مسلمان اپنے پیروں کے متعلق رکھتے ہیں لیکن خدا اپنے کلام پاک میں اس غلط خیال کی تردید فرما چکا ہے۔

أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ ۚ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ ۝ قُل لِّلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا ۖ لَّهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

(زمر - ۴۴ - ۴۵)

کیا انھوں نے خدا کے سوا شفاعت کرنے والے ٹھرائے ہیں (اے پیغمبر) کہہ دے کیا وہ جو کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے اور نہ سمجھتے ہیں؟ کہہ دو کہ شفاعت تمام تر اللہ ہی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کے واسطے ہے پھر اسی کے پاس جاؤگے۔

(زمر - ۴۴ - ۴۵)

اور ایک دوسری جگہہ فرمایا ہے۔

وَأَنذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَن يُحْشَرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ ۙ لَيْسَ لَهُم مِّن دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝

(انعام ۵۱)

اور جو ڈرنے والے ہیں ان کو اس (وحی) کے ذریعہ ڈرا کہ وہ اپنے پروردگار کے پاس جمع کئے جائیں گے اور اللہ کے سوا ان کا کوئی سرپرست شفیع نہیں ہو تاکہ وہ پرہیزگار بنیں۔

(انعام ۵۱)

ان آیتوں میں یہ اصول بتا دیا گیا ہی کہ سوائے خدا کے کسی کو شفیع نہ بنانا چاہئے خواہ وہ معبودانِ باطل ہوں یا اولیا رو درویش وغیرہ اور خدا نے اس کا فائدہ یہ بتلایا ہی کہ لوگ پرہیزگار بنیں۔ عرب کے کفار اور یہود اپنے دیوتاؤں اور بزرگوں کی نسبت کہا کرتے تھے کہ وہ ہمارے شفیع ہیں اور بھی اسی قسم کی باتیں زبان سے نکالا کرتے تھے تو اُن سے کہا جاتا تھا کہ:۔

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ	اگر تم سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔

آج اس آیت کے مخاطب خود مسلمان ہو رہے ہیں۔

کسی سمجھ والے انسان کا یہ کام نہیں ہی کہ بلا دلیل کوئی بات مان لے اور کسی قبر یا صاحب قبر کو حاجت روا یا دیگر خدائی صفات سی متصف تسلیم کرلے محض قیاس و گمان کوئی فائدہ نہیں دیتا جیسا کہ خدا فرماتا ہی۔

وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ	اور اکثر ان میں سی بعض گمان کی پیروی کرتے ہیں بے شک گمان حق بات سی کچھ بھی بے پروا نہیں کرتا جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ جانتا ہی
(یونس ۳۶)	(یونس ۳۶)

اگر بعض اولیاء اللہ حقیقتاً مقبول اور مقرب بندے تھے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ پرستش کے قابل ہوگئے۔ یا وہ حاجت روا اور انسانوں کی قسمتوں کے بنانے بگاڑنے کی قدرت رکھتے تھے یا اب ان کی قبروں

سے کچھ دینی یا دنیاوی فیض پہنچ سکتا ہے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون مقبول و مقرب ہوگا تاہم آپ کی نسبت قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے۔

قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۝

(انعام-۵)

اے (محمدؐ) کہہ دو کہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے

(انعام-۵)

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔

(اعراف ۱۸۸)

کہہ دو کہ میں اپنے فائدے اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا۔ ہاں جو خدا چاہے اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو بہت سے فایدے جمع کر لیتا اور مجھ کو کچھ سختی نہ پہونچتی میں تو صرف مومنوں کو ڈرانے والا اور خوش خبری سنانے والا ہوں۔

(اعراف ۱۸۸)

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ

(اے محمدؐ) اگر تم کو ان کی روگردانی گراں گزرتی ہے تو اگر تم سے ہو سکے تو زمین میں

اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا فِی الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِی السَّمَآءِ فَتَاْتِیَهُمْ بِاٰیَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَی الْهُدٰی فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ○	ایک سرنگ نکال لو اور آسمان پر زینہ (لگاکر) ان کے واسطے کوئی نشانی لے آؤ۔ اور اگر اللہ چاہتا تو اُن کو ہدایت پر جمع کر دیتا پس تو جاہلوں میں سے نہ ہو۔
(انعام ۳۵)	(انعام ۳۵)

جب کہ آپ کی یہ حالت ہو تو اولیا وغیرہ کا کہاں یہ مرتبہ ہو سکتا ہے کہ ان میں خدائی طاقتیں آجائیں۔ جس قدر اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین گزرے ہیں وہ جس قدر عزت و تعظیم کے مستحق ہیں اسی قدر عزت و تعظیم کرنا چاہیئے خدائی صفات جب اُن کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں تو یہی شرک ہو جاتا ہے جو کہانیاں جھوٹی سچی عوام میں مشہور ہو جاتی ہیں ان پر اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔ ایسی کہانیاں مشرک قومیں بھی اپنے دیوتاؤں کی نسبت مشہور کر دیتی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں ہوتی۔ اگر کسی نے کچھ کمالاتِ انسانی حاصل کئے ہیں تو خواہ زندہ ہو یا مردہ تو وہ یا اس کی قبر معبود نہیں ہو سکتی اگر تم میں ذرا سی بھی انسانی غیرت و حمیت ہو تو تم کبھی اپنے جیسے ایک فانی انسان کے آگے رکوع و سجود نہیں کر سکتے اور نہ یہ انسانی ذلت گوارا کر سکتے ہو کہ ایک مٹی کے ڈھیر (قبر) کے سامنے نمازیوں کی طرح ہاتھ باندھ کر

کھڑے ہو یا اس پر اپنی پیشانی رکھو۔ خدا نے تم میں خود قابلیتیں ودیعت فرمائی ہیں کہ وہی کمالات تم حاصل کر سکتے ہو جو دوسروں نے کئے اور تم بھی خدا کے مقرب ہو سکتے ہو جس طرح اور لوگ ہوئے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ○	ہم نے انسان کو بہترین سرشت پیدا کیا ہے۔
(تین ۴)	(تین ۴)

اور فرمایا ہے۔

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِلْمُوْقِنِيْنَ وَفِيْ أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○	اور یقین کرنے والوں کے لئے زمین میں نشانیاں ہیں اور خود تم میں۔ کیا تم نہیں دیکھتے
(ذاریات ۲۰-۲۱)	(ذاریات ۲۰-۲۱)

صرف تمہاری کوشش کی ضرورت ہے خدا تم کو اپنی راہیں بتلا دے گا تم جس بلندی پر جانا چاہو جا سکتے ہو۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ	اور جنھوں نے ہمارے لئے کوشش کی ہم ان کو اپنی راہیں بتلا دینگے اور بیشک اللہ نیک کام کرنے والوں کے ساتھ ہے
(عنکبوت ۶۹)	(عنکبوت ۶۹)

یہاں ایک حدیث نقل کرنا نامناسب نہ ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ "ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ

وسلم کے پیچھے تھا آپ نے فرمایا اے لڑکے خدا کے حق کی حفاظت کر وہ تیری حفاظت کرے گا۔ تو اس کو نگاہ رکھ تو اسے اپنے سامنے پائیگا اور تجھے کچھ مانگنا ہو تو خدا ہی سے مانگ اور جب مدد کی ضرورت ہو تو خدا ہی سے طلب کر اور یہ جان لے کہ اگر ساری خلقت جمع ہو کر تجھے نفع پہونچانا چاہے تو ہرگز نہیں پہنچا سکتی لیکن اسی چیز سے جو تیرے لئے لکھ چکا ہو اگر جمع ہو کر کسی چیز سے نقصان پہنچانا چاہے تو ہرگز نہیں پہنچا سکتی لیکن اسی چیز سے جو خدا تیرے لئے مضر لکھ چکا ہے، قلم اٹھائے گئے اور صحیفے خشک کر دئے گئے تو فراخی اور آسانی میں خدا کی طرف توجہ کر اور حق نعمت پہچان، وہ سختی اور شدت کی حالت میں تیری طرف متوجہ ہوگا، پس اگر تو خاص خدا پر یقین اور خوش دلی کے ساتھ کوئی کام کر سکے تو کر کہ یہ بہت بڑا کام ہے اور اگر تو نہ کر سکے تو صبر کر کیوں کہ مصیبت میں صبر کرنے میں بڑا ثواب ہے۔ اور جان لے کہ خدا کی مدد صبر کے ساتھ اور فراخی محنت و غم کے ساتھ ہے اور بے شک ہر سختی کے بعد آسانی ہے اور ایک سختی دو آسانیوں پر کبھی غالب نہیں آسکتی"۔

علاوہ شرک کے اور جو اخلاقی عیب اور گناہ روح کو زنگ آلود اور قلب کو سیاہ کرنے والے ہیں ان میں سب سے بڑا گناہ جھوٹ ہے - یہ گناہ جس قدر آسان ہے اسی قدر اپنے نتائج کے لحاظ سے نہایت سخت ہے واقعہ اور اصلیت کے خلاف خفیف سی خفیف بات بھی جھوٹ میں داخل ہے - خدا تعالیٰ جھوٹ

بولنے والے پر لعنت کرتا ہے اور قرآن شریف میں جھوٹ کی مذمت اور ممانعت فرمائی ہے۔

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿	بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹ بات سے بچو۔
(حج ۳۰)	(حج ۳۰)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو کیا تین بڑے بڑے گناہ نہ بتاؤں صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ بتلائے۔ آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، آپ تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے اتنا فرماکر آپ تکیہ سے الگ ہوگئے اور فرمایا "اور جھوٹ بولنا سن رکھو" یہ بات آپ بار بار فرماتے رہے۔ جھوٹ بولنے والے کی جو ذلت و ناقدری یہاں ہوتی ہے وہ سب جانتے ہیں عاقبت میں اس سے زیادہ ذلت ہوگی۔

جھوٹ اصل ہے اور اس کی مختلف شاخیں ہیں ان میں ایک بہتان ہے یہ مطلق جھوٹ سے زیادہ سخت اور شدید جرم ہے کیونکہ علاوہ جھوٹے ہونے کے اس سے ایک بے گناہ کو آزار پہنچتا ہے اس لئے قرآن میں اس گناہ پر سخت وعید آئی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ	جو لوگ پاک دامن عورتوں پر جو بے خبر

الغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي
الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۪ وَلَهُمْ
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ تَشْهَدُ
عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ
وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ
الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ
الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝

(نور ۲۳ تا ۲۵)

اور ایمان والی ہیں تہمت لگاتے ہیں اُن
پر دنیا و آخرت میں لعنت کی گئی ہی اور اُن
کو سخت عذاب ہوگا (قیامت) کے دن
اُن کے مقابلہ میں ان کی زبانیں اور اُن
کے ہاتھ اور اُن کے پاؤں اُن کے اعمال
کی گواہی دیں گے اُس دن اللہ تعالیٰ اُن
کو پورا پورا بدلہ دے گا اور جان لیں گے کہ
اللہ سچا اور سچ کو سچ کر دکھانے والا ہے۔

(نور ۲۳ تا ۲۵)

دوسری جگہ فرمایا ہی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ
رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا
مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا
اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا
وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

احزاب آیت ۵۷ و ۵۸

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے (یعنی
جھوٹے الزامات لگاتے ہیں) ہیں ان پر دنیا اور
آخرت میں خدا کی پھٹکار ہی اور خدا نے اُن کے
لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہی اور جو لوگ
مسلمان مردوں اور عورتوں کو بلا کسی قصور
کے (الزام لگانے سے) ایذا دیتے ہیں تو وہ طوفان
اور صریح گناہ کا بوجھ اپنی گردن پر لیتے ہیں۔

(احزاب آیت ۵۷ و ۵۸)

اسی بہتان کی ایک صورت یہ ہی کہ خود قصور کرے اور دوسرے کے سر تھوپ دے یہ بھی سخت گناہ ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

(نساء ۱۱۲)

اور جو شخص کوئی خطا یا گناہ کرے پھر اپنا قصور کسی بے گناہ پر تھوپ دے تو اس نے بہتان اور صریح گناہ کا (بوجھ) لادا

(نساء ۱۱۲)

جھوٹی تہمت کے قریب نمامی اور چغل خوری ہی۔ یہ بھی نہایت ذلیل اور قابل تحقیر حرکت ہی متبذل مردوں اور عورتوں ہی کی یہ عادت ہوا کرتی ہے خدا نے فرمایا ہی۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ عُتُلٍّۢ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝

(قلم ۱۰ - ۱۳)

(اے پیغمبر) تم اس کے کہنے میں نہ آنا جو بہت قسمیں کھاتا ہی اور ذلیل ہی آوازے کسا کرتا ہی چغلیاں لگاتا پھرتا ہی اچھے کاموں سے روکتا ہی حد سے بڑھ گیا ہے بد ہی اکھڑ ہے

(قلم ۱۰ - ۱۳)

ابولہب کی بیوی کا جو بُرا انجام ہوا اس سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔ اس کا بڑا عیب یہ تھا کہ وہ ادھر کی ادھر جھوٹی سچی باتیں لگا کر لوگوں میں لڑائی کرایا کرتی تھی۔

وَامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۟	اور ابو لہب کی بیوی لگانے بجھانے والی۔ اس کی گردن میں بٹی ہوئی رسی ہو۔
(لہب ۴ و ۵)	(لہب ۴ و ۵)

زبان کے ذریعہ جو لوگوں کو ایذا و تکلیف پہنچائی جاتی ہو اس کی ایک صورت غیبت ہے یعنی کسی کے پیٹھ پیچھے ایسی بات کہی جاوے جو سامنے کہی جاتی تو ناگوار گذرتی خواہ وہ بات سچی ہو یا جھوٹی خدا فرماتا ہو۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۖ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ۟	اے اہل ایمان بہت گمان (بد) کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان (بد) گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ تم میں ایک دوسرا پیٹھ پیچھے بُرا کہے۔ کیا تم میں سے کوئی گوارا کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت[1] کھائے بس اس سے کراہت کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہو۔
(حجرات آیت ۱۲)	(حجرات آیت ۱۲)

اسی طرح بُرے بُرے نام یا لقب رکھنا یا کسی پر (تحقیر سے) ہنسنا طعن

---

[1] بھائی کے گوشت کھانے کا مطلب ہو اس کی آبرو کا خون کرنا۔

دینا طنز کرنا سب دل آزاری کی باتیں ہیں خدا نے ان سب مذموم اور خلاف تہذیب باتوں کی ممانعت فرمائی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ج وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

(حجرات ۱۱)

مسلمانو! مرد مردوں پر نہ ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں پر ہنسیں عجب نہیں کہ (جن پر ہنستی ہیں) وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں طعن نہ دیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو نام رکھا کرو ایمان لانے کے بعد بد تہذیبی کا نام ہی برا ہے اور جو ان حرکتوں سے) باز نہ آئیں تو وہی خدا کے نزدیک ظالم ہیں۔

(حجرات ۱۱)

اور جو باتیں خدا کو ناپسند ہیں ان میں غرور، شیخی، اترانا، فخر کرنا وغیرہ سب اخلاقی عیب داخل ہیں اور یہ سب روح کے امراض ہیں انسان کو جلد سے جلد ان سے پاک ہونا چاہیئے۔

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ط اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَ

اور زمین میں اکڑ کر نہ چلا کر تو زمین کو تو پھاڑ نہ سکے گا اور نہ پہاڑوں کی لمبائی کو

لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝
كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ
رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝

(بنی اسرائیل ۳۷ و ۳۸)

پہنچ سکے گا ان سب باتوں میں جو جو
بُری ہیں سب تمہارے پروردگار کو
ناپسند ہیں۔

(بنی اسرائیل ۳۷ و ۳۸)

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ
وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ؕ
إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ
فَخُوْرٍ ۚ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ
وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ إِنَّ
أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝

(لقمن - ۱۸ و ۱۹)

(لقمن نے اپنے بیٹے سے کہا) اور لوگوں
سے بے رخی نہ کر اور زمین میں اترا کر نہ چل
اللہ کسی اترانے والے شیخی خورے کو پسند نہیں
کرتا اور رفتار میں میانہ روی اختیار کرو
اور آہستہ بول آوازوں میں بُری سے بُری
آواز گدھے کی آواز ہے۔

(لقمن ۱۸ و ۱۹)

اسی قبیل کی یہ برائیاں ہیں کہ دے کر احسان جتانا اور محض لوگوں کے دکھانے کو اچھے کام کرنا یہ عمل انسان کو نفع بخش نہیں کیونکہ دلی نیت نہ تھی جس کا ثواب ملے اور نقصان یقینی ہے کیوں کہ یہ ایک قسم کا دھوکا اور فریب ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا
صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى
كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ

اے ایمان والو اپنی خیرات کو احسان جتا کر
ایذا دینے سے اس شخص کی طرح اکارت نہ کرو
جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لئے

النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ
عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ
فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ
عَلٰي شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

(بقرہ آیت ۲۶۴)

خرچ کرتا اور اللہ اور روز آخرت پر ایمان
نہیں رکھتا اسکی مثال چٹان کی سی ہو کہ اس پر
مٹی ہو پھر اس پر زور کا مینھ برسا اور اس کو
سپاٹ کرکے بہا لے گیا اسی طرح ریاکاروں کو
اس (خیرات) میں سے جو انہوں نے کی تھی کچھ بھی ہاتھ
نہ آئے گا اور اللہ ناشکروں کو ہدایت نہیں کرتا۔

(بقرہ آیت ۲۶۴)

وہ مرض جو روح کو گھن کی طرح کھا جاتا ہے وہ مال و دولت کی شدید محبت ہے اور جو شخص دنیا ہی میں منہمک ہو اس کی مثال ایسی ہو کہ دلدل میں پھنسا ہوا ہو اور اسی میں خوش ہو قرآن مجید میں بار بار توجہ دلائی گئی ہے کہ صرف دنیا میں منہمک نہ ہو جاؤ اور عاقبت کا خیال رکھو۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ
النِّسَاۗءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ
الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ
وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ
وَالْحَرْثِ ۭ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ

لوگوں کو مرغوب چیزوں بیویوں
بیٹیوں سونے چاندی کے بڑے بڑے
ڈھیروں اور عمدہ عمدہ گھوڑوں مویشیوں
اور کھیتی کے ساتھ دلبستگی اچھی معلوم ہوتی
ہے یہ تو دنیا کی زندگی کے فایدے
ہیں اور اچھا ٹھکانا تو اسی کے

یہاں ہے۔

(آل عمران ۱۳)

(آل عمران)

اور ایک جگہہ فرمایا ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۖ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ

(آل عمران ۱۸۵)

ہر شخص موت کا مزہ چکھنے والا ہی اور پورا پورا بدلہ تم کو قیامت ہی کے دن دیا جائیگا تو جو شخص آگ سے ہٹا دیا گیا اور اس کو جنت میں جگہہ دی گئی تو اس نے مراد پالی اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کی پونجی ہی

(آل عمران ۱۸۵)

اسی مرض (دنیا کی محبت) کی دوسری صورتیں حرص وبخل ہے اور یہ گویا روحانی استسقا ہے کہ کسی طرح پیاس ہی نہیں بجھتی اور انسان چاہتا ہے کہ مال آتا جائے اور جو موجود ہے اس میں سے خرچ نہ ہو اس مرض کے مریض کا جو انجام ہوتا ہے وہ ان آیات میں بیان کیا گیا ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۝ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۝ كَلَّا ۖ لَيُنبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ وَمَا

ہر طعن دینے والے عیب چینی کرنے والے چغل خور کی خرابی ہے جو مال جمع کرتا اور اس کو گن گن کر رکھتا ہے اور خیال کرتا ہی کہ اس کا مال اس کی ہمیشہ کی زندگی کا موجب

أَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ؕ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۙ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـٕدَةِ ؕ اِنَّهَا عَلَیْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۙ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۠

(ہمزہ - ا تا ۹)

ہوگا ہرگز نہیں وہ ضرور حطمہ میں ڈالا جائے گا اور تم کیا سمجھے کہ حطمہ کیا ہے وہ خدا کی بھڑکائی آگ ہے جو دلوں کو جا لپٹیگی اور وہ اس میں بند کئے ہوئے ہونگے یعنی آگ کے لمبے لمبے ستونوں میں۔

(ہُمزہ - ا تا ۹)

اور فرمایا ہے۔

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۠

(آل عمران ۱۷۹)

اور جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے دیا ہے اور وہ اس میں بخل کرتے ہیں وہ اس کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ اُن کے حق میں برائی ہے جس کا بخل کرتے ہیں۔ عنقریب قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائیگا اور آسمان و زمین کا وارث اللہ ہی ہے اور جو کچھ کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے

(آل عمران ۱۷۹)

بعض لوگ خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کی نصیحت کرتے ہیں اور جو کچھ خدا نے دیا ہے اُسے چھپا کر رکھتے ہیں اُن کے لئے

خدا کی یہ وعید ہے۔

الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۝ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا

(نساء ۳۷)

جو بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کی صلاح دیتے ہیں اور جو کچھ خدا نے اپنے فضل سے دیا ہے اسے چھپاتے ہیں اور ہم نے ان لوگوں کے لیے جو ناشکری کریں ذلت کا عذاب تیار رکھا ہے

(نساء ۳۷)

جس طرح بخل ایک بری صفت ہے اسی طرح فضول خرچی بھی اس کے مقابلے میں ایک خراب خصلت ہے بلا ضرورت اور بے جا خرچ کرنا فضول خرچی کہلاتا ہے اور خدا نے اس کی ممانعت فرمائی ہے اور فضول خرچوں کو شیطان کا بھائی فرمایا ہے۔

وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ۝ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ۖ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ۝

(بنی اسرائیل ۲۶-۲۷)

اور رشتہ دار اور غریب اور مسافر کو اس کا حق پہنچاتے رہو اور فضول خرچی نہ کرو۔ فضول خرچ شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔

(بنی اسرائیل ۲۶-۲۷)

اخلاقی خوبیوں میں جس پایہ کی خوبی امانت ہے اس کے خلاف اسی پایہ کی برائی چوری اور خیانت ہے چور کے خواہ عورت ہو یا مرد ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے اور خیانت کے متعلق فرمایا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

(انفال ۲۷)

مسلمانو! اللہ اور رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ امانتوں کی خیانت کرو بحالیکہ تم واقف ہو۔

(انفال ۲۷)

اللہ اور رسول کی خیانت کا یہ مطلب ہی کہ جو وہ حکم دیں اس کے خلاف کرنا اور تم واقف ہوسے مراد ہی کہ تم خیانت کی برائی اور اس کے وبال کو جانتے ہو۔ امراض روحانی میں ایک بہت بڑا مرض حسد کا ہوتا ہی اس مرض کا مریض جیتے جی عذاب میں مبتلا رہتا ہی کسی کی آسودہ حالی یا عزت وآبرو اور ترقی تکلیف کا سبب ہوتی ہی اور وہ ہردم اسی تمنا میں رہتا ہی کہ لوگوں کی آسودہ حالی اور عزت باقی نہ رہی اور سب میری طرح یا مجھ سے کم ہوجائیں یا ان کی دولت وعزت مجھے مل جائے۔ خدا نے حاسد کے حسد سے پناہ مانگنے کی دعا تلقین فرمائی ہی

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝

(فلق ۱ تا ۵)

کہہ کہ میں صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں ہر چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی اور قریب تاریکی کی برائی سے جب اس کا اندھیرا چھا جائے اور گنڈوں پر پڑھ پڑھ کے پھونکنے والیوں کی برائی سے (جب پھونکنے لگیں) اور حسد کرنے والے کی برائی سے جب حسد کرنے لگے۔

(فلق ۱ تا ۵)

اور خدا نے ممانعت فرمائی ہے کہ جو ہم نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اس کی تمنا نہ کرو۔

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَ سْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ۝

(نسار ۳۲)

اور جس سے اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اس کی تمنا نہ کرو اور مردوں کے لئے اس سے بہرہ ور ہونا ہے جو وہ کمائیں اور عورتوں کے لئے اس سے بہرہ ور ہونا ہے جو وہ کمائیں اور اللہ سے اس کا فضل مانگتے رہو بے شک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

(نسار ۳۲)

یہاں تمنا کرنے کے یہ معنی ہیں کہ جو کچھ دوسرے کے پاس ہے وہ ہمیں مل جائے یہی حسد ہے۔ اسی آیت میں خدا نے یہ نصیحت بھی فرمادی کہ ہر شخص کو عورت ہو یا مرد خود مال و دولت یا کوئی فضیلت خود پیدا کرنا چاہیئے اور تم اللہ سے اس کا فضل طلب کرتے رہو۔ قرآن مجید میں جو اخلاقی تعلیم دی گئی ہے اس میں سے چند خاص باتیں یہاں لکھدی گئیں اور تمام باتیں قرآن بینی کے مطالعہ سے معلوم ہونگی اس تعلیم کی غرض یہ ہے کہ دنیا میں امن و امان قائم رہے اور انسان جن کمالات اخلاقی و روحانی وغیرہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے وہ حاصل کرتا رہے اور آخرۃ میں جو فلاح اس کو میسر آسکتی ہے اس سے محروم نہ رہے جو شخص اخلاقی

رذائل دور کرکے فضیلتیں نہ پیدا کرے گا وہ دنیا میں فساد کا باعث ہوگا اور آخرۃ میں فلاح سے محروم رہے گا کیونکہ تمام اخلاقی رذائل روحانی امراض ہیں پس ہر مرد و عورت کو اخلاقی خوبیوں کا اکتساب اور برائیوں سے اجتناب لازمی ہے۔

تقویٰ کے اصول

قرآن مجید خدائے بزرگ و برتر کا کلام ہے وہ انسان کو جن برے کام سے منع کرتا ہے اس سے بچنے کے اصول و قواعد کی بھی تعلیم کرتا ہے خدا کا منشا ہے کہ انسان کمالات حاصل کرے اس لئے جہاں ان برائیوں کی ممانعت کی ہے جو انسان کو کمال حاصل کرنے میں حارج ہوتی ہیں وہاں ان برائیوں سے بچنے اور محفوظ رہنے کی تدابیر بھی بتلائی ہیں نماز روزہ بھی آدمی کو متقی بنانے کے واسطے ہیں روزہ کو تو ہر شخص سمجھتا ہے اور نماز کے متعلق بھی پہلے لکھا جا چکا ہے کہ کس طرح وہ فحش اور برائی کو روکتی ہے لیکن وہ نماز جو تمام شرائط اور آداب کے ساتھ پڑھی جائے۔

وہ نماز کچھ فائدہ نہیں دے سکتی جو محض رسم و عادات کے طور پر پڑھی جائے خدا نے جو شرطیں اور آداب نماز کے مقرر فرمائے ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) نماز میں غفلت اور بے پروائی نہ کی جائے (۲) آلکسی کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے اور نہ محض لوگوں کو دکھلانے کے لئے (۳) نماز عجز و نیاز

سے پڑھی جائے ۔ خدا فرماتا ہے ۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۙ	پس ان نمازیوں پر افسوس ہی جو اپنی نماز سے غفلت کرتے ہیں ۔
(ماعون ۴-۵)	(ماعون ۴-۵)
اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ	بے شک منافق اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں اور وہ ان کو دھوکہ دیتا ہے اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو الکسائے لوگوں کو دکھلاتے ہیں اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں ۔
(نساء ۱۴۲)	(نساء ۱۴۲)
قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۙ	تحقیق ان نمازیوں نے فلاح پائی جو اپنی نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں ۔
(مومنون ۱و۲)	(مومنون ۱و۲)

آواز میں مسکینی ظاہر کرنے کو خشوع کہتے ہیں ۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تم نماز اس طرح پڑھو کہ گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو یا اس طرح کہ خدا تم کو دیکھ رہا ہی ۔ اس طرح کی نماز کو نماز کہتے ہیں اور یہ نماز فحش اور برائیوں کو رد کرتی ہی ۔ دوسرا اصول حسب ذیل ہی ۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۝	اگر تم ان بڑی بدیوں سے بچتے رہو جن سے روکے جاتے ہو تو ہم تمہاری برائیاں دور کر دینگے اور تم کو عزت کی جگہ میں داخل کر دینگے
(نساء ۳۱)	(نساء ۳۱)

بڑے بڑے گناہ جیسے شرک، والدین کی نافرمانی، قتل، سود، مال یتیم کھانا بے عصمتی، شراب نوشی، چوری، جھوٹ، لوگوں کو ستانا وغیرہ وغیرہ چھوڑ دینے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ نیکی کی طاقتیں پیدا ہو جائینگی اور بدیوں سے مقابلہ کریں گی اور مقابلہ کے سبب سے نشو ونما پاتی رہینگی پھر رفتہ رفتہ بدی کی طاقتیں فنا ہو جائینگی۔

تیسرا اصول ایک عقیدہ سے تعلق رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کو سزا انھیں جرموں پر نہیں ہو گی جن کا ارتکاب کر لیا بلکہ ان پر بھی ہو گی جن کی انسان نے نیت کر لی ۔ ہم نے ایک شخص کے ہاتھ میں ایک سونے کی ڈلی دیکھی اور ہمارا دل للچایا کہ کسی طرح یہ ڈلی ہمارے ہاتھ آجائے اب اگر موقع مل گیا تو وہ ڈلی اپنی جیب میں رکھ لی اور اگر موقع نہیں ملا تو دل میں ایک حسرت رہ گئی یا ہم ایک شخص کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں اور موقع کے منتظر ہیں اگر موقع مل گیا تو نقصان پہنچا دیا ۔ ورنہ دل میں خلش باقی رہ گئی خدا کے یہاں صرف جرم ظاہر ہو جانے پر بھی اور صرف نیت کر لینے پر بھی سزا ہو گی دوسری صورت میں اس لئے کہ جب کہ ہم نے نیت کر لی تو درحقیقت ہم جرم کر چکے کیوں کہ موقع

نہ ملنے پر خلش یا افسوس کا ہونا کیا معنی۔ خدا فرماتا ہے۔

لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ ؕ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○

(بقرہ - ۲۸۴)

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہو وہ اللہ ہی کا ہے اور جو کچھ تمھارے دلوں میں ہو اگر تم اُسے ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ اس کے مطابق تم سے محاسبہ کریگا پھر وہ جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب دے اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔

(بقرہ - ۲۸۴)

اور ایک جگہ یہی مضمون اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ اَوْ تُبْدُوْہُ یَعْلَمْہُ اللّٰہُ ؕ وَیَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○

(آل عمران ۲۹)

(اے پیغمبر) کہہ دو کہ جو کچھ تمھارے سینوں میں ہو اس کو چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ اُسے جانتا ہو اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہو اللہ اسے جانتا ہو اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہو۔

(آل عمران ۲۹)

اس آیت میں یَعْلَمْہُ اللّٰہُ (اللہ اُسے جانتا ہے) کا مطلب ہو کہ "اللہ محاسبہ کرے گا" ان آیتوں میں جن پر محاسبوں کی وعید ہے ان میں وسوسے اور خیال داخل نہیں ہیں جو انسان کے دل میں گذرتے ہیں اور فوراً مٹ جاتے ہیں۔

بلکہ نیت مراد ہے چھپانا یا ظاہر کرنا نیت ہی پر صادق آتا ہے نہ کہ وسوسے اور خیالات پر یہی مضمون ایک جگہ اس طرح ہے۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا	اور جس چیز کا تجھ کو علم نہیں اس کی پیروی نہ کر بیشک کان آنکھ اور دل سے ہر ایک بابت کی باز پرس ہوگی۔
(بنی اسرائیل ۳۶)	(بنی اسرائیل ۳۶)

آنکھ جس چیز کو دیکھ کر للچائی یا بری نیت سے دیکھا یہی آنکھ کا گناہ ہے اور بری باتیں سننا کانوں کا گناہ اور نیت قائم کر لینا دل کا گناہ ان چیزوں کے بس یہی افعال ہیں جن کی ان سے باز پرس ہوگی ان آیتوں کو ہر دم پیش نظر رکھ کر گناہ کی باتیں نہ سنے گا بُری نیت سے کسی چیز کو نہ دیکھے گا اور اپنے سینہ کو بُرے ارادوں اور بُری نیتوں سے پاک رکھے گا وہ بہت جلد خدا کا ہو جائے گا وَمَا علینا الا البلاغ۔

خاتمہ

قرآن شریف نہایت کثیر المطالب اور جامع کتاب ہے اس کی تعلیمات مختصر کتاب میں نہیں سما سکتیں رسالہ ہذا میں بہت تھوڑا حصہ آیات کا نقل کیا گیا ہے جس سے صرف اس قدر اندازہ ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید کا مقصد اور طریق تعلیم

کیا ہے اصلی ہدایت خود قرآن کے باربار مطالعہ اور اس میں تدبّر و فکر سے حاصل ہو سکتی ہے۔اس لئے جو مسلمان عربی نہیں جانتے وہ کوئی عمدہ ترجمہ والا قرآن انتخاب کر کے محض ہدایت و نصیحت حاصل کرنے کو مطالعہ کریں، اس ارادہ سے قرآن پڑھا جائے گا تو اس کا ثواب بھی ملے گا اور عظیم الشان نتیجہ حاصل ہو گا بے سمجھے تلاوت کرنے یا سننے سے قرآن مجید کے الفاظ سے انس اور ذوق تو پیدا ہو سکتا ہے لیکن وہ اہم فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا جو نزول قرآن مجید سے مقصود ہے اِسی لئے قرآن اور احادیث کے تمام ذخیرہ میں کوئی ایک آیت اور ایک حدیث بھی ایسی نہیں ہے جس میں بلا معنی سمجھے ہوئے قرآن کے پڑھنے یا سننے پر ثواب کی بشارت ہو۔